

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

آیات ۵۸ تا ۶۲

برادرانِ یوسف کی حضرت یوسفؑ کے پاس حاضری

وَجَاءَ إِخْوَةُ يُوسُفَ	اور آئے یوسفؑ کے بھائی
فَدَخَلُوا عَلَيْهِ	پھر حاضر ہوئے اُن کی خدمت میں
فَعَرَفَهُمْ	تو پہچان لیا یوسفؑ نے انہیں
وَهُمْ لَهُ مُنْكَرُونَ ﴿٥٨﴾	اور وہ آپ کو نہ پہچاننے والے تھے۔
وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَّازِهِمْ	اور جب یوسفؑ نے تیار کر دیا انہیں اُن کے سامان کے ساتھ
قَالَ ائْتُونِي بِأَخٍ لَّكُمْ مِّنْ أَبِيكُمْ	فرمایا اے آنا میرے پاس اپنے باپ شریک بھائی کو
أَلَا تَرَوْنَ أَنِّي أُوفِي الْكَيْلَ	کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں پورا بھر کر دیتا ہوں پیانہ
وَأَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ﴿٥٩﴾	اور میں کتنا بہترین مہمان نواز ہوں۔
فَإِنْ لَّمْ تَأْتُونِي بِهِ	پھر اگر نہ لائے تم میرے پاس اُسے
فَلَا كَيْلَ لَّكُمْ عِنْدِي	تو نہ ہوگا کوئی پیانہ تمہارے لیے میرے پاس
وَلَا تَقْرَبُونِ ﴿٦٠﴾	اور نہ تم میرے قریب آنا۔

قَالُوا سَدْرُودُ عَنْهُ أَبَاهُ	کہا بھائیوں نے ہم آمادہ کریں گے اُس کے بارے میں اُس کے والد کو
وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ ﴿٦١﴾	اور بے شک ہم ضرور ایسا کرنے والے ہیں۔
وَقَالَ لِفَتِيلِهِ اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ	فرمایا یوسفؑ نے اپنے خادموں سے رکھ دو ان کی ادا کردہ قیمت ان کے تھیلوں میں
لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا	تاکہ وہ پہچان لیں اسے
إِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ	جب وہ لوٹیں اپنے گھر والوں کی طرف
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٦٢﴾	شاید کہ وہ پھر لوٹ کر آئیں۔

ان آیات میں حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کی یوسفؑ کے سامنے حاضری کا بیان ہے۔ خوش حالی کے سال گزرنے کے بعد جب خشک سالی کے سال آئے تو دور دراز کے علاقوں تک یہ خبر جا پہنچی کہ مصر میں خوراک کے ذخائر محفوظ ہیں۔ حضرت یوسفؑ کے بھائی خوراک کے حصول کے لیے فلسطین سے مصر آئے اور ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت یوسفؑ نے بھائیوں کو پہچان تو لیا لیکن ان کے اخلاق کی بلندی دیکھیے کہ کسی انتقامی جذبہ کا اظہار تک نہیں کیا۔ بھائیوں نے اپنے لیے خوراک کا راشن حاصل کیا اور چھوٹے بھائی بن یامین کے لیے بھی جو ان کے ساتھ نہ آیا تھا۔ بن یامین ان کا باپ شریک بھائی تھا اور حضرت یوسفؑ کا حقیقی بھائی۔ حضرت یوسفؑ نے آئندہ اُسے بھی ساتھ لانے کی تاکید کی۔ مزید یہ کہ انہوں نے خوراک کی جو قیمت اپنے بھائیوں سے وصول کی تھی اُسے واپس بھائیوں کے سامان میں رکھوا دیا تاکہ بھائی اس عنایت سے خوش ہو کر دوبارہ بھی خوراک لینے کے لیے حاضر ہوں۔

آیات ۶۳ تا ۶۶

حضرت یعقوبؑ کی بن یامین کو مصر بھیجنے پر رضامندی

فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَىٰ أَبِيهِمْ	پھر جب برادرانِ یوسفؑ لوٹے اپنے والد صاحب کی طرف
قَالُوا يَا أَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ	کہنے لگے اے ہمارے والد! روک دی گئی ہے ہمارے لیے غلے کی فراہمی
فَارْسَلْنَا مَعَنَا أَخَانَا نَكْتَلُ	سو بھیجیے ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو تاکہ ہم غلہ لائیں
وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿٦٣﴾	اور بے شک ہم اُس کی واقعی حفاظت کرنے والے ہیں۔
قَالَ هَلْ أُمْنُكُمْ عَلَيْهِ	فرمایا یعقوبؑ نے کیا میں اعتبار کروں تم پر اس کے بارے میں
إِلَّا كَمَا أُمْنُكُمْ عَلَىٰ أَخِيهِ مِنْ قَبْلُ	سوائے اُس کے جیسے میں نے اعتبار کیا تھا تم پر اس کے بھائی کے بارے میں اس سے پہلے؟
فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا	پس اللہ ہی سب سے بہتر ہے حفاظت فرمانے والا۔
وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿٦٤﴾	اور وہی سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔
وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ	اور جب اُنہوں نے کھولا اپنا سامان
وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ رَدَّتْ إِلَيْهِمْ	اور پایا اپنی ادا کردہ قیمت کو کہ وہ لوٹا دی گئی ہے اُنہیں
قَالُوا يَا أَبَانَا مَا نَبْغِي	کہنے لگے اے ہمارے والد! اور کیا چاہیے ہمیں؟

یہ ہے ہماری ادا کردہ قیمت جو لوٹادی گئی ہے ہمیں	هَذِهِ بَضَاعُنَا رُدَّتْ إِلَيْنَا
اور ہم تو غلہ لائیں گے اپنے گھر والوں کے لیے	وَنَمِيرُ أَهْلَنَا
اور حفاظت کریں گے اپنے بھائی کی	وَنَحْفَظُ أَخَانَا
اور لائیں گے اضافی غلہ	وَنَزِدَادُ كَيْلَ بَعِيرٍ
یہ بہت آسان غلہ لانا ہے۔	ذَلِكَ كَيْلٌ يَّسِيرٌ ﴿٦٥﴾
فرمایا یعقوبؑ نے میں ہر گز نہیں بھیجوں گا اُسے تمہارے ساتھ	قَالَ لَنْ أُرْسِلَهُ مَعَكُمْ
یہاں تک کہ تم کرو مجھ سے پختہ عہد اللہ کا	حَتَّى تَوْتُونَ مَوْثِقًا مِّنَ اللَّهِ
تم ضرور لے کر آؤ گے اُسے میرے پاس	لَتَأْتِنَنِي
سوائے اس کے کہ گھیر لیا جائے تمہیں	إِلَّا أَنْ يُحَاطَ بِكُمْ
تو جب اُنہوں نے کیا آپؑ سے اپنا پختہ عہد	فَلَبَّاءُ تَوْهَ مَوْثِقَهُمْ
فرمایا آپؑ نے اللہ اُس پر جو ہم کہہ رہے ہیں ضامن ہے۔	قَالَ اللَّهُ عَلَى مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿٦٦﴾

مصر سے واپسی پر حضرت یعقوبؑ کو اُن کے بیٹوں نے بتایا کہ ہمیں مصر سے غلہ آئندہ اسی صورت میں ملے گا جب کہ بن یامین بھی ہمارے ساتھ جائے۔ حضرت یعقوبؑ نے فرمایا کہ میں تم پر اعتماد نہیں کر سکتا کیوں کہ اس سے قبل تم یوسفؑ کے حوالے سے میرے اعتماد کو ٹھیس پہنچا چکے ہو۔ البتہ جب اُن کے بیٹوں نے اپنے سامان میں دیکھا کہ ادائدہ قیمت واپس کر دی گئی ہے تو والد صاحب سے عرض کی کہ ایسا نفع کا معاملہ کیوں نہ دوبارہ کیا جائے۔ بہر حال جب اُنہوں نے حضرت یعقوبؑ کے سامنے

اللہ تعالیٰ کو ضامن بنا کر عہد کیا کہ وہ بن یامین کی ہر ممکن حفاظت کریں گے تو حضرت یعقوبؑ نے بن یامین کو مصر بھیجنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔

آیات ۶۷ تا ۶۸

تدبیر اور تقدیر میں حسین توازن

وَقَالَ يَبْنَیَّ لَا تَدْخُلُوا مِنِّیْ بَابٍ وَاحِدٍ	اور فرمایا یعقوبؑ نے اے میرے بچو! (مصر میں) مت داخل ہونا ایک دروازہ سے
وَادْخُلُوا مِنۢ أَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ	اور داخل ہونا مختلف دروازوں سے
وَمَا أَعْنِیْ عَنْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ	اور میں نہیں کام آسکتا تمہارے اللہ کے سامنے کچھ بھی
إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ	نہیں ہے فیصلہ کرنے کا اختیار مگر اللہ ہی کا
عَلِیْهِ تَوَكَّلْتُ	اُسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے
وَعَلِیْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿۶۷﴾	اور اُسی پر بھروسہ کرنا چاہیے بھروسہ کرنے والوں کو۔
وَلَبَّادْخُلُوا مِنۢ حَیْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُمُ	اور جب وہ داخل ہوئے مصر میں اُسی طرح جیسے حکم دیا تھا انہیں اُن کے والد نے
مَا كَانَ یُعْنِیْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ	اور آپؑ نہیں کام آسکتے تھے اُن کے اللہ کے سامنے کچھ بھی
إِلَّا حَاجَةً فِیْ نَفْسِ یَعْقُوبَ قَضَاهَا	سوائے اس کے کہ ایک احتیاط تھی یعقوبؑ کے جی میں، پورا کیا انہوں نے جسے

ع

وَاِنَّكَ لَدُوْ وَعِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنَاهُ	اور بلاشبہ وہ یقیناً بڑے علم والے تھے اُس علم کی بنیاد پر جو ہم نے سکھایا تھا انہیں
وَلَكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٨﴾	اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

ان آیات میں حضرت یعقوبؑ کا تدبیر اور تقدیر کے درمیان حسین توازن قائم کرنے کا بیان ہے۔ یہ دراصل علم حقیقت کے اُس فیضان کا نتیجہ تھا جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن پر ہوا تھا۔ بیٹوں کو مصر کی طرف رخصت کرتے ہوئے انہوں نے ہدایت دی کہ کسی کے اندیشہ یا حسد سے بچنے کے لیے تم مصر میں ایک ساتھ داخل ہونے کے بجائے جدا جدا راستوں سے داخل ہونا۔ البتہ میری یہ تدبیر تقدیر کے لکھے کو ٹال نہیں سکتی۔ ہو گا وہی جو اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں لکھا ہے اور میرا بھروسہ اپنی تدبیر پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ پر ہے۔

آیات ۶۹ تا ۷۲

برادرانِ یوسفؑ پر چوری کا شبہ

وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ	اور جب بھائی حاضر ہوئے یوسفؑ کی خدمت میں
اَوْىٰ اِلَيْهِ اَخَاهُ	یوسفؑ نے اپنے پاس ٹھہرایا اپنے بھائی (بن یامین) کو
قَالَ اِنِّىْ اَنَا اَخُوكَ فَلَا تَبْتَسِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٩﴾	فرمایا بے شک میں تمہارا بھائی ہوں پس غم نہ کرو اُس پر جو (سوتیلے) بھائی کرتے رہے ہیں۔
وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَّازِهِمْ	پھر جب یوسفؑ نے تیار کر دیا انہیں اُن کے سامان کے ساتھ
جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ اَخِيْهِ	رکھ دیا ایک خاص پیالہ اپنے بھائی کے سامان میں

ثُمَّ أَذِّنْ مُّوَدِّنٌ	پھر پکار ایک پکارنے والا
أَيُّهَا الْعِیْرُ إِنَّكُمْ لَسْرِقُونَ ﴿۵۰﴾	اے قافلے والو! بلاشبہ تم یقیناً چور ہو۔
قَالُوا وَاقْبُلُوا عَلَیْهِمْ	کہا قافلے والوں نے اور وہ متوجہ ہوئے یوسفؑ کے خادموں کی طرف
مَاذَا تَفْقِدُونَ ﴿۵۱﴾	کیا چیز آپ لوگ گم پارہے ہیں؟
قَالُوا انْفَقَدَ صَوَاعُ الْمَلِكِ	انہوں نے کہا ہم گم پارہے ہیں بادشاہ کا پیالہ
وَلَمِنْ جَاءَ بِهِ حِصْلٌ بَعِیْرٌ	اور اُس کے لیے جو وہ پیالہ لے آیا ایک اونٹ پر لادے جانے والا غلہ انعام ہوگا
وَإِنَّا بِهِ زَعِیْمٌ ﴿۵۲﴾	اور میں اس کا ضامن ہوں۔

حضرت یوسفؑ کے بھائی اپنے چھوٹے بھائی بن یامین سمیت مصر میں آئے اور حضرت یوسفؑ کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت یوسفؑ نے اپنے چھوٹے بھائی کو اپنے پاس ٹھہرایا اور بتا دیا کہ میں تمہارا بھائی ہوں۔ ماضی میں بڑے بھائیوں نے جو ظلم و ستم کیا ہے اُس پر غم نہ کرو، اب آزمائش ختم ہونے کا وقت قریب آرہا ہے۔ پھر آپؑ نے تمام بھائیوں کے لیے الگ الگ تھیلوں میں خوراک لے جانے کا انتظام فرمادیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُس پیالے کو بن یامین کے سامان میں رکھ دیا جس کے ذریعے خوراک ناپ کر دی جاتی تھی۔ پیالہ غائب ہونے پر خوراک تقسیم کرنے والے کارندوں کو تشویش ہوئی اور انہوں نے یوسفؑ کے بھائیوں پر پیالہ چوری کرنے کا شبہ ظاہر کیا۔ ساتھ ہی ترغیب دی کہ جو کھویا ہو پیالہ لے آیا اُسے اتنی خوراک انعام کے طور پر دی جائے گی جو ایک اونٹ اٹھا سکتا ہے۔

آیات ۷۳ تا ۷۶

تقدیر کا حیران کن فیصلہ

قَالُوا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ	برادرانِ یوسفؑ نے کہا اللہ کی قسم تم خوب جانتے ہو کہ ہم اس لیے نہیں آئے کہ فساد برپا کریں زمین میں
وَمَا كُنَّا سِرْقِيْنَ ۝۴۶	اور نہ ہی ہم چور ہیں۔
قَالُوا فَبَا جَزَاؤُهُ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ۝۴۷	خادمینِ یوسفؑ نے کہا پھر کیا سزا ہوگی اُس (چور) کی اگر تم ہوئے جھوٹے؟
قَالُوا جَزَاؤُهُ مَنْ وُجِدَ فِي رَحْلِهِ	برادرانِ یوسفؑ نے کہا اُس کا بدلہ وہ ہے پایا جائے پیالہ جس کے سامان میں
فَهُوَ جَزَاؤُهُ	پھر وہی ہوگا اُس کا بدلہ
كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝۴۸	اسی طرح ہم سزا دیا کرتے ہیں ظالموں کو۔
فَبَدَا بِاَوْعِيَّتِهِمْ قَبْلَ وِعَاءِ اَخِيْهِ	تو تلاشی لینی شروع کی یوسفؑ نے بڑے بھائیوں کے سامان کی قبل اس کے کہ تلاشی لیتے چھوٹے بھائی کے سامان کی
ثُمَّ اسْتَخْرِجَهَا مِنْ وِعَاءِ اَخِيْهِ	پھر نکال لیا پیالہ چھوٹے بھائی کے سامان میں سے
كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوسُفَ	اس طرح ہم نے تدبیر کی یوسفؑ کے لیے
مَا كَانَ لِيََاْخُذَ اَخَاهُ فِي دِيْنِ الْمَلِكِ	ممکن نہیں تھا کہ وہ روک سکتے اپنے بھائی کو بادشاہ کے قانون میں

إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ	سوائے اُس کے جو چاہے اللہ
تَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مِّنْ شَاءَ	ہم بلند کرتے ہیں درجے جس کے ہم چاہتے ہیں
وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ﴿٦١﴾	اور ہر صاحبِ علم سے برتر ایک اور علم رکھنے والا ہوتا ہے۔

برادرانِ یوسفؑ نے چوری کے الزام کی تردید کی۔ ساتھ ہی کہا کہ اگر ہم میں سے کسی کے تھیلے میں سے مسروقہ پیالہ برآمد ہو تو تم اُسے اپنا غلام بنالینا۔ ہماری شریعت میں چور کی یہی سزا ہے۔ پیالہ بن یامین کے تھیلے سے برآمد ہوا اور یوں تقدیر نے بن یامین کے لیے مصر میں حضرت یوسفؑ کے پاس ٹھہرنے کی سبیل کر دی۔ بادشاہ کے دین یعنی قانون کے تحت وہ بھائی کو مصر میں نہیں روک سکتے تھے۔ دین کے بنیادی معنی بدلہ ہیں۔ بدلہ کسی قانون کے تحت ہوتا ہے۔ لہذا قانون کے لیے بھی لفظ دین استعمال ہوتا ہے جیسا کہ آیت میں ہوا ہے۔ پھر قانون نظام کے تحت بنتا ہے، اسی لیے قرآن حکیم نے نظام کے لیے بھی دین کا لفظ استعمال فرمایا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةً وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ (الانفال:)

"اور اے مسلمانو! جنگ کرو ان سے یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے اور نظام کل کا کل اللہ کے لیے ہو جائے۔"

آیات ۷۷ تا ۷۹

حضرت یوسفؑ کی اعلیٰ ظرفی

قَالُوا إِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهُ مِنْ قَبْلُ	برادرانِ یوسفؑ نے کہا اگر بن یامین نے چوری کی ہے تو یقیناً چوری کر چکا ہے اس کا بھائی یوسفؑ اس سے پہلے
فَاكْسَرَهَا يُوْسُفُ فِي نَفْسِهِ	تو چھپائی اصل بات یوسفؑ نے اپنے جی میں

وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ	اور ظاہر نہیں کیا اُسے اُن پر
قَالَ أَنْتُمْ شَرُّ مَكَانًا	اور کہا (جی میں) بلکہ تم ہی ہو بدتر درجہ میں
وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَصِفُونَ ﴿٤٦﴾	اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے اُسے جو تم بیان کر رہے ہو۔
قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ	بھائیوں نے کہا کہ اے عزیز!
إِنَّ لَكَ أَبًا شَيْخًا كَبِيرًا	بے شک اس کے ایک بڑے بوڑھے والد ہیں
فَخُذْ أَحَدَنَا مَكَانَهُ	سو پکڑ لیجیے کسی کو ہم میں سے اس کی جگہ
إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٤٧﴾	بے شک ہم دیکھتے ہیں آپ کو احسان کرنے والوں میں سے۔
قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ نَأْخُذَ إِلَّا مَنْ وَجَدْنَا مَمْتَاعًا عِنْدَنَا	فرمایا یوسفؑ نے اللہ کی پناہ کہ ہم پکڑ لیں اُس کے سوا، ہم نے پائی اپنی چیز جس کے پاس
إِنَّا إِذَا أَظْلَمُونَ ﴿٤٨﴾	بے شک ہم اس صورت میں تو ہوں گے ظالم۔

ع

حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے بن یامین کے ساتھ ساتھ حضرت یوسفؑ پر بھی چوری کرنے کا بہتان لگایا۔ بھائیوں کی طرف سے پہلے زیادتی اور اب تہمت لگانے کے باوجود حضرت یوسفؑ نے اعلیٰ اخلاقی ظرف اور کمالِ صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ انتقام لینے کی قدرت رکھنے کے باوجود بے قابو نہ ہوئے اور اصل حقیقت اُن پر ظاہر نہ ہونے دی۔ پھر بھائیوں نے حضرت یوسفؑ سے درخواست کی کہ بن یامین کی بجائے کسی اور کو چوری کی سزا میں پکڑ لیا جائے۔ حضرت یوسفؑ نے یہ فرماتے ہوئے کہ سزا اُس کو نہیں ملنی چاہیے جس کا جرم سے کوئی تعلق ہی نہ ہو، بھائیوں کی درخواست قبول نہیں فرمائی۔

آیت ۸۰ تا ۸۲

حضرت یعقوبؑ کے لیے بن یامین کی جدائی کا صدمہ

فَلَمَّا اسْتَيْسُوا مِنْهُ	پھر جب برادرانِ یوسفؑ مایوس ہو گئے یوسفؑ سے
خَلَصُوا نَجِيًّا	وہ علاحدہ ہوئے مشورہ کرنے کے لیے
قَالَ كَبِيرُهُمْ	کہا اُن کے بڑے بھائی نے
اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ	کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے والد نے لیا تھا تم سے پختہ عہد اللہ کا؟
وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَطْتُمْ فِيْ يُّوسُفَ	اور اس سے پہلے جو تم نے کوتاہی کی تھی یوسفؑ کے معاملہ میں
فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ	سو میں ہر گز نہیں بلوں گا اس زمین سے
حَتّٰی يَّادُنِ لِّىْ اَبِیْ	یہاں تک کہ اجازت دیں مجھے میرے والد
اَوْ يَحْكَمَ اللّٰهُ لِیْ	یا فیصلہ فرمادے اللہ میرے لیے
وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِیْنَ ﴿۸۰﴾	اور وہ بہترین فیصلہ فرمانے والا ہے۔
ارْجِعُوْا اِلٰی اٰبِیْكُمْ	لوٹ جاؤ اپنے والد کی طرف
فَقُولُوْا يَا اَبَانَا اِنَّ اِبْنَكَ سَرَقَ	پھر کہو اے ہمارے والد! بے شک آپ کے بیٹے نے چوری کی ہے

وَمَا شَهِدْنَا إِلَّا بِمَا عَلَّمْنَا	اور ہم نے گواہی نہیں دی مگر اُسی کی جو ہم نے جانا
وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حَفِظِينَ ﴿٨١﴾	اور ہم نہیں ہیں غیب کی باتوں کی حفاظت کرنے والے۔
وَسَلِّ الْقَرْيَةَ الَّتِي كُنَّا فِيهَا	پوچھ لیجیے اُس بستی والوں سے، ہم تھے جس میں
وَالْعِيرَ الَّتِي أَقْبَلْنَا فِيهَا	اور اُس قافلہ سے ہم آئے ہیں جس میں
وَإِنَّا لَصَدِيقُونَ ﴿٨٢﴾	اور بے شک ہم یقیناً سچے ہیں۔

حضرت یوسفؑ نے جب بن یامین کی جگہ کسی اور بھائی کو بطور سزا مصر میں روک لینے سے انکار کیا تو بڑے بھائی نے چھوٹے بھائیوں کو اُن کے بعض سابقہ معاملات پر ملامت کی۔ پھر کہا کہ میں تو اب اپنے والد حضرت یعقوبؑ کا سامنا نہیں کر سکتا۔ تم والد صاحب کے پاس جا کر یہ افسوس ناک خبر اُنہیں سنا دو۔ بھائیوں نے جا کر حضرت یعقوبؑ کو افسوس ناک خبر سے آگاہ کیا اور ہر ممکن طور پر اپنی سچائی کا یقین دلایا۔

آیات ۸۳ تا ۸۶

حضرت یعقوبؑ کا ردِ عمل

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا	فرمایا یعقوبؑ نے بلکہ بنالی ہے تمہارے لیے تمہارے
فَصَبِّرْْ جَبِيلٌ	جیوں نے ایک بات
عَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعًا	پس اب تو ہے خوب صورت صبر
	قریب ہے کہ اللہ لے آئے میرے پاس اُن سب کو

بے شک وہی سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔	إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝۸۲
اور آپ نے رُخ پھیر لیا بیٹوں سے	وَتَوَلَّى عَنْهُمْ
اور پکارا ہائے افسوس! یوسفؑ پر	وَقَالَ يَا سَفَى عَلَى يُونُسَ
اور سفید ہو گئی تھیں اُن کی دونوں آنکھیں غم سے	وَابْصُرْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْحُزْنِ
اور وہ اندر ہی اندر گھٹ رہے تھے۔	فَهُوَ كَظِيمٌ ۝۸۳
بیٹوں نے کہا اللہ کی قسم آپؑ تو برابر یاد ہی کرتے رہیں گے یوسفؑ کو	قَالُوا تَاللّٰهِ تَفْتَوَاتٌ ذَكَرْ يُونُسَ
یہاں تک آپؑ ہو جائیں گے بالکل ہی کم زور	حَتَّىٰ تَكُونَ حَرَضًا
اور یا ہو جائیں گے ہلاک ہونے والوں میں سے۔	أَوْ تَكُونَ مِنَ الْهَالِكِينَ ۝۸۴
فرمایا یعقوبؑ نے بے شک میں شکوہ کرتا ہوں اپنے دکھ اور غم کا اللہ سے	قَالَ إِنَّمَا أَشْكُوا بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ
اور میں جانتا ہوں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جو تم نہیں جانتے۔	وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝۸۵

ان آیات میں حضرت یعقوبؑ کا بن یامین کی جدائی کی خبر کے حوالے سے ردِ عمل کا ذکر ہے۔ حضرت یعقوبؑ نے شدید صدمہ کے باوجود اس امید کا اظہار کیا کہ اللہ تعالیٰ ضرور یوسفؑ، بن یامین اور اُن کے بڑے بھائی کو پھر سے اپنے والد سے ملانے کی صورت پیدا فرمادے گا۔ وہ حضرت یوسفؑ کے خواب کی بنیاد پر جانتے تھے کہ حضرت یوسفؑ زندہ ہیں اور نوازے جائیں گے لیکن اس غم میں

اندر ہی اندر گھل رہے تھے کہ نہ جانے اس وقت وہ کہاں اور کس حال میں ہیں؟ مسلسل رونے کی وجہ سے اُن کی بینائی جاتی رہی تھی اور دونوں آنکھیں سفید ہو گئی تھیں۔ کسی سانحہ پر آنکھوں سے آنسو بہ جانا اور دل کا غمگیں ہونا فطری عمل ہے اور ممنوع نہیں۔ البتہ زبان سے وہی بات کہی جائے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔ پھر اپنے دکھوں کے حوالے سے فریاد بھی اللہ تعالیٰ ہی کی بارگاہ میں کرنی چاہیے۔

آیت ۸۷

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہو

يٰۤبَنِيَّ اذْكَبُوْا	(فرمایا یعقوبؑ نے) اے میرے بیٹو! جاؤ
فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُوسُفَ وَ اَخِيْهِ	اور سراغ لگاؤ یوسفؑ کا اور اُس کے بھائی کا
وَلَا تَاْيَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ	اور مایوس نہ ہونا اللہ کی رحمت سے
اِنَّهٗ لَا يَاْيَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُوْنَ ﴿٨٧﴾	بلاشبہ مایوس نہیں ہوتے اللہ کی رحمت سے مگر کافر لوگ۔

حضرت یعقوبؑ نے شدتِ غم کے باوجود امید کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ جاؤ اور تلاش کرو یوسفؑ اور اُن کے بھائی کو۔ دیکھنا کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے مگر کافر۔ اس پُر زور اور تاکیدِ اسلوبِ کلام کی ضرورت اس لیے تھی کہ اُنہی بیٹوں سے کام لینا تھا جو حضرت یوسفؑ کی بھیڑیے کے ذریعہ ہلاکت اور بنیامین کے قبضہ سے مالِ مسروقہ کے برآمد ہونے کی خبر دے چکے تھے۔ "مایوسی کفر ہے"، یہ حقیقت اسی آیت سے اخذ شدہ ہے۔ بقول اقبال۔

نہ ہو نوامید، نوامیدی زوالِ علم و عرفاں ہے
امیدِ مردِ مومن ہے خدا کے رازدانوں میں

آیات ۸۸ تا ۹۰

حاسدوں کے شر سے حفاظت کا ذریعہ... تقویٰ اور صبر

فَلَبَّادُخُلُوا عَلَيْهِ	جب بھائی یوسفؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے
قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ	التجا کرنے لگے اے عزیز!
مَسْنَا وَ أَهْلَنَا الضُّرُّ	پہنچ چکی ہے ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو بڑی تکلیف
وَجُنَّا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجِيَةٍ	اور ہم لائے ہیں حقیر سی قیمت
فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَيْنَا	پورا پورا دے دیں ہمیں غلہ اور کچھ صدقہ کر دیں ہم پر
إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ ﴿٨٨﴾	بے شک اللہ بدلہ عطا فرمائے گا صدقہ کرنے والوں کو۔
قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَ أَخِيهِ	فرمایا یوسفؑ نے کیا تم جانتے ہو کہ تم نے کیا کیا تھا یوسفؑ اور اُس کے بھائی کے ساتھ
إِذْ أَنْتُمْ جَاهِلُونَ ﴿٨٩﴾	جب تم نادان تھے؟
قَالُوا عَرَّاكَ لَأَنْتَ يُوسُفُ	بھائی کہنے لگے کیا بے شک واقعی آپ ہی یوسفؑ ہیں؟
قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَ هَذَا أَخِي	فرمایا یوسفؑ نے میں یوسفؑ ہوں اور یہ میرا بھائی

ہے	قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا
یقیناً احسان فرمایا اللہ نے ہم پر	إِنَّهُ مَنْ يَتَّقِ وَيَصْبِرْ
بے شک جو کوئی بھی اللہ کی نافرمانی سے بچتا ہے اور صبر کرتا ہے	فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۹۰﴾
تو بے شک اللہ ضائع نہیں فرماتا نیکی کرنے والوں کا اجر۔	

ان آیات میں بیان کیا گیا کہ حضرت یوسفؑ کے بھائی تیسری بار اُن کے سامنے حاضر ہوئے تو اپنے خاندان والوں کے اُس رنج و الم کا ذکر کیا جو تین افراد کی جدائی سے اُنہیں پہنچا ہے۔ مزید التجا کی کہ اُن کے پاس اب خوراک کے حصول کے لیے مطلوبہ قیمت بھی نہیں ہے، لہذا دستیاب قیمت قبول کر کے خوراک کا کچھ حصہ قیمہ اور بقیہ حصہ صدقہ کے طور پر دے دیا جائے۔ حضرت یوسفؑ اپنے بھائیوں کی لار چارگی کی یہ کیفیت برداشت نہ کر سکے اور اُن سے پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے تم نے اپنے دورِ جاہلیت میں یوسفؑ اور اُس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا؟ بھائیوں نے حیرت سے پوچھا کیا آپ یوسف ہیں؟ اُنہوں نے جواب دیا جی ہاں! پھر اخلاق کی بلندی اس طرح ظاہر کی کہ بھائیوں کو اُن کے جرم سے تو آگاہ کیا تاکہ اُن کی اصلاح ہو اور وہ توبہ و استغفار کریں لیکن نہ ملامت کی اور نہ ہی کسی برے لقب سے پکارا بلکہ فرمایا تم نے یہ جرم اُس وقت کیا تھا جب تم نادان تھے۔ پھر اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ تقویٰ اور صبر سے انسان حاسدوں کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔

آیات ۹۱ تا ۹۳

بھائیوں کا اعترافِ خطا اور یوسفؑ کا عفو و درگزر

قَالُوا تَاللّٰهِ لَقَدْ اَشْرَكْنَا اللّٰهُ عَلَيْنَا	برادرانِ یوسفؑ نے کہا اللہ کی قسم! یقیناً پسند فرمالیا اللہ نے آپؑ کو ہم پر
--	---

وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ ۝۹۱	اور بے شک ہم ہی تھے یقیناً خطاکار۔
قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمْ الْيَوْمَ	فرمایا یوسفؑ نے نہیں ہے کوئی الزام تم پر آج کے دن
يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ	معاف فرمائے اللہ تمہیں
وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّحِيْمِيْنَ ۝۹۲	اور وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔
اِذْهَبُوْا بِقِيَصِيْهِ هٰذَا	لے جاؤ میرا یہ کرتا
فَالْتَقَوْهُ عَلٰی وَجْهِ اَبٰی	پھر اس کو ڈال دو میرے والد کے چہرے پر
يَا تَبَصَّرًا	وہ ہو جائیں گے دیکھنے والے
وَاَتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۹۳	اور لے آؤ میرے پاس اپنے گھر والے سب کے سب۔

ع

حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے اُن سے اپنے کیے کی معافی مانگی اور اعتراف کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کو اعلیٰ مقام و مرتبہ کے لیے چن لیا ہے۔ حضرت یوسفؑ نے بھائیوں کو معاف فرمادیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی بخشش کی امید دلائی۔ اُنہیں اپنا کُرتا دیا اور فرمایا کہ اسے جا کر والد صاحب کے چہرے پر ڈال دو۔ اس کُرتے سے اُنہیں میری خوش بو محسوس ہوگی اور اُن کی بینائی لوٹ آئے گی۔ پھر اپنے تمام اہل و عیال کو لے کر مصر آجاؤ۔

آیات ۹۲ تا ۹۸

حضرت یعقوبؑ کی آزمائش کا حسین اختتام

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ	و رجب روانہ ہوا قافلہ (مصر سے)
قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّیْ لَاجِدُ رِّیْحِ یُّوسُفَ	فرمایا اُن کے والد (یعقوبؑ نے فلسطین میں) بے

شک میں یقیناً محسوس کر رہا ہوں یوسفؑ کی خوش بو	لَوْلَا أَنْ تُفِيدُونِ ۙ ﴿۹۴﴾
اگر یہ نہ ہو کہ تم بہکا ہوا سمجھو مجھے۔	قَالُوا تَاللّٰهِ إِنَّكَ لَفِي ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ۙ ﴿۹۵﴾
گھر والوں نے کہا اللہ کی قسم بے شک آپؑ تو یقیناً پرانی بھول میں ہیں۔	فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِيْرُ
پھر جب آیا بشارت دینے والا	اَلْقَاهُ عَلٰی وَجْهِهِ
اُس نے ڈالا یوسفؑ کا کرتا یعقوبؑ کے چہرے پر	فَارْتَدَّ بَصِيْرًا
تو وہ ہو گئے پھر سے دیکھنے والے	قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ
فرمایا کیا میں نے نہیں کہا تھا تم سے	اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۙ ﴿۹۶﴾
بے شک میں وہ کچھ جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے۔	قَالُوا يَا بٰنَاۤ اِسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا
بیٹوں نے کہا اے ہمارے ابا جان! بخشش مانگیے ہمارے لیے ہمارے گناہوں کی	اِنَّا كُنَّا خٰطِیْنَ ۙ ﴿۹۷﴾
بے شک ہم خطا کار تھے۔	قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ
فرمایا یعقوبؑ نے میں عن قریب بخشش مانگوں گا تمہارے لیے اپنے رب سے	اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۙ ﴿۹۸﴾
بے شک وہی بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔	

ان آیات میں بیان کیا گیا کہ حضرت یوسفؑ کا کرتا آنے سے قبل ہی حضرت یعقوبؑ کو حضرت یوسفؑ کی خوش بو محسوس ہونا شروع ہو گئی۔ جب حضرت یوسفؑ کا کرتا اُن کے چہرے پر ڈالا گیا تو اُن کی بینائی لوٹ آئی۔ حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے والدِ محترم کے سامنے حضرت یوسفؑ کے ساتھ زیادتی کرنے کا اعتراف کیا اور اُن سے درخواست کی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اُن کے لیے بخشش کی دعا کریں۔ حضرت یعقوبؑ نے کہا وہ عن قریب اللہ تعالیٰ سے اپنے بیٹوں کے لیے بخشش کا سوال کریں گے۔ حضرت یعقوبؑ نے فوری استغفار کی دعا کرنے کا وعدہ نہیں کیا۔ وہ جاننا چاہتے تھے کہ حضرت یوسفؑ نے بھائیوں کو معاف کیا ہے یا نہیں۔ کیوں کہ زیادتی کی گئی تھی حضرت یوسفؑ کے ساتھ اور یہ معاملہ حقوق العباد کا ہے۔ بخشش کی دعا اسی وقت قبول ہونے کا امکان ہے جب وہ شخص معاف کر دے جس کے ساتھ زیادتی کی گئی ہے۔

آیت ۹۹

بنی اسرائیل کی مصر آمد

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ	پھر جب وہ پہنچے یوسفؑ کے سامنے
أَوْى إِلَيْهِ أَبُويَهُ	جگہ دی یوسفؑ نے اپنے پاس اپنے والدین کو
وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَمِينٌ ﴿٩٩﴾	اور کہا داخل ہو جاؤ مصر میں اگر اللہ نے چاہا تو پورے امن سے۔

اس آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت یعقوبؑ اپنے پورے خاندان کے ساتھ فلسطین سے مصر منتقل ہو گئے۔ حضرت یوسفؑ نے اپنے والدین کا خاص اکرام کیا اور انہیں اپنے ساتھ ٹھہرایا۔ تمام خاندان والوں کو امن و سکون سے مصر میں آباد ہونے کی دعوت دی۔ گویا یہود کے اس سوال کا جواب دے دیا گیا کہ بنی اسرائیل فلسطین سے کس طرح مصر آکر آباد ہوئے۔

آیت ۱۰۰

حضرت یوسفؑ کے حسین خواب کی تعبیر

وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ	اور یوسفؑ نے اوپر بٹھایا اپنے والدین کو تخت پر
وَخَرُّوْا لَهُ سُجَّدًا	اور وہ سب گر پڑے یوسفؑ کے لیے سجدہ کرتے ہوئے
وَقَالَ يَا بَتِ هَذَا تَأْوِيلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ	اور فرمایا یوسفؑ نے اے میرے والد! یہ ہے تعبیر میرے اُس خواب کی جو میں نے دیکھا تھا پہلے
قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا	واقعی کر دیا اُسے میرے ربؑ نے سچا
وَقَدْ أَحْسَنَ بَنِي إِدْرِجَنِي مِنَ السِّجْنِ	اور یقیناً اُس نے احسان کیا مجھ پر جب اُس نے نکالا مجھے قید خانہ سے
وَجَاءَ بِكُمْ مِنَ الْبَدْوِ	اور لے آیا آپ سب کو گاؤں سے
مِنْ بَعْدِ أَنْ نَزَعَ الشَّيْطَانُ بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِي	اس کے بعد کہ ناچاقی ڈال دی تھی شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان
إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِّمَا يَشَاءُ	بے شک میرا ربؑ بڑا باریک بین ہے اُس کے لیے جو وہ چاہے
إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝	بے شک وہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔

یہ آیت حضرت یوسفؑ کے اُس خواب کی تعبیر بیان کر رہی ہے جس میں اُنہوں نے دیکھا تھا کہ سورج، چاند اور گیارہ ستارے اُن کے سامنے سجدہ ریز ہیں۔ مصر آنے کے بعد حضرت یعقوبؑ، حضرت یوسفؑ کی والدہ اور گیارہ بھائیوں نے دربار میں حضرت یوسفؑ کے لیے سجدہ تعظیمی ادا کیا۔ گویا یہ حضرت یوسفؑ کے خواب کی تعبیر تھی۔ حضرت یوسفؑ کا تخت نشین ہونا اور والدین و

بھائیوں کا اُن کے لیے سجدہ ریز ہونا اس بات کا مظہر ہے کہ اب حضرت یوسفؑ بادشاہت کے منصب پر فائز ہو چکے ہیں۔ حضرت یوسفؑ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اُس نے اُن کے خواب کو سچ کر دکھایا بعد اس کے کہ شیطان نے اُن کے اور اُن کے بھائیوں کے درمیان دشمنی کی ایک صورت پیدا کر دی تھی۔ بلاشبہ ہوتا وہی ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ اُس کی تدبیریں بڑی دور رس ہوتی ہیں۔ کوئی چھوٹا سا واقعہ ایک بڑی تبدیلی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شر میں سے خیر ظاہر فرما دیتا ہے۔

سچے مومن کی سیرت کا عجیب و گھٹن نقشہ حضرت یوسفؑ کے طرزِ عمل میں نظر آتا ہے۔ والدین سے ملاقات میں بھائیوں کے حوالے سے کوئی گلہ یا شکوہ نہیں کیا، نہ ہی اپنے دیگر دکھوں کی داستانِ غم سنائی بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر ادا کیا۔ قید خانہ کا ذکر کیا لیکن کنویں کا ذکر نہیں کیا تاکہ بھائی شرمندہ نہ ہوں۔ پھر زیادتی کا الزام بھی بھائیوں کو نہیں بلکہ شیطان کو دیا۔ گویا بھائیوں کی طرف سے زیادتی کی صفائی بھی خود ہی پیش کر دی۔

آیت ۱۰۱

حضرت یوسفؑ کی ایمان افروز دُعا

اے میرے رب! یقیناً تو نے عطا کیا ہے مجھے بادشاہت میں سے	رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ
اور تو نے سکھایا ہے مجھے باتوں کی حقیقت کے علم میں سے	وَعَلَّمْتَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ
اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے!	فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
تو ہی میرا کارساز ہے دنیا اور آخرت میں	أَنْتَ وَلِيّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
وفات دینا مجھے فرماں برداری کی حالت میں	تَوْفِّقْنِي مُسْلِمًا

وَالْحَقُّنِي بِالصَّالِحِينَ ﴿۱۱﴾

اور ملا دے مجھے نیک بندوں کے ساتھ۔

اس آیت میں حضرت یوسفؑ کی ایمان افروز دعا کا بیان ہے۔ پھر صرف دعا ہی نہیں بلکہ دعا مانگنے کا سلیقہ بھی سکھایا گیا ہے۔ دعا کرتے ہوئے حضرت یوسفؑ نے پہلے اللہ تبارک و تعالیٰ کے احسانات اور اُس کی عظمت بیان فرمائی، پھر اپنی عاجزی کا اعتراف کیا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے خاتمہ بالخیر اور نہ صرف وفات کے بعد بلکہ روز قیامت بھی صالحین کی قربت کا سوال کیا۔ حضرت یوسفؑ کی اس دعا سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ انہوں نے موت کی دعا مانگی ہے۔ انہوں نے ایسی زندگی کی دعا مانگی ہے جس کا خاتمہ اسلام یعنی اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری پر ہو۔

آیات ۱۰۲ تا ۱۰۴

حق واضح ہونے کے باوجود بھی اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ	(اے نبی!) یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے
نُوحِيْهِ اِلَيْكَ	ہم وحی کر رہے ہیں جسے آپؐ کی طرف
وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اجْعَلُوْا اَمْرَهُمْ	اور نہیں تھے آپؐ اُن کے پاس جب انہوں نے اتفاق کر لیا اپنے معاملے پر
وَهُمْ يَبْكُوْنَ ﴿۱۱﴾	اور جب وہ خفیہ تدبیر کر رہے تھے۔
وَمَا اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲﴾	اور نہیں ہیں اکثر لوگ اور اگرچہ آپؐ کتنا ہی چاہیں ایمان لانے والے۔
وَمَا تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ	اور نہیں طلب کرتے آپؐ اُن سے اس تبلیغ قرآن پر کوئی اجر

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ۝

نہیں ہے قرآن مگر ایک نصیحت تمام جہان والوں کے لیے۔

ان آیات میں نبی اکرم ﷺ کے لیے دل جوئی کا مضمون ہے۔ آپ ﷺ کو آگاہ کیا گیا کہ ماضی کے واقعات کا بیان اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اسی کی بنیاد پر یہ واقعات بیان کر رہے ہیں اور پوچھے گئے سوالات کا جواب دے رہے ہیں۔ البتہ سوال پوچھنے والوں کی اکثریت کا مقصد حق سمجھنا نہیں بلکہ صرف آپ ﷺ کو زچ کرنا ہے۔ لہذا آپ ﷺ ذہنی طور پر تیار رہیں کہ وہ حق سامنے آنے کے باوجود اسے قبول نہ کریں گے۔ قریش اور یہود کو ان کے اس سوال کا حکیمانہ جواب دے دیا گیا کہ بنی اسرائیل فلسطین سے مصر کیسے آئے؟ لیکن پھر بھی ان کی اکثریت ایمان نہیں لائے گی۔ البتہ آپ ﷺ کو اس سے غمگین نہ ہونا چاہیے۔ آپ ﷺ کا مقصد تو بغیر کسی غرض کے جہان والوں کو حق کی یاد دہانی کرانا ہے۔

آیت ۱۰۵

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے غفلت کا جرم

وَكَانَ مِنْ آيَاتِهِ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ	اور کتنی ہی نشانیاں ہیں آسمانوں اور زمین میں
يَمْشُونَ عَلَيْهَا	وہ گزرتے ہیں ان پر سے
وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ ۝	اور وہ ان سے اعراض کرنے والے ہوتے ہیں۔

اس آیت کا مقصد لوگوں کو ان کی غفلت پر متنبہ کرنا ہے۔ حضرت یوسفؑ کا معاملہ قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کس طرح شرم میں سے بہت بڑا خیر ظاہر فرمادیا۔ حاسدوں نے حضرت یوسفؑ کو نقصان پہنچانا چاہا لیکن ان کے اسی عمل نے حضرت یوسفؑ کو عظیم مقام کا حامل بنادیا۔ لوگ ایسی کئی اور نشانیاں بھی چاروں طرف دیکھتے ہیں لیکن پھر بھی حق سے اعراض ہی کیے جاتے ہیں۔ زمین اور آسمان میں ہر مخلوق محض ایک شے نہیں بلکہ قدرت کی ایک نشانی بھی ہے۔ جو لوگ اسے محض ایک

شے ہونے کی حیثیت سے دیکھتے ہیں، وہ انسان کا سادہ کیھنا نہیں بلکہ جانوروں کا سادہ کیھنا دیکھتے ہیں۔ درخت کو درخت، پہاڑ کو پہاڑ اور پانی کو پانی تو جانور بھی دیکھتا ہے اور ان سے فائدہ اٹھانا بھی جانتا ہے۔ انسان کو جو خالق نے عظیم صلاحیتیں دی ہیں تو اُسے چاہیے کہ ان نشانیوں پر غور کر کے حقیقت کا سراغ لگائے۔ ان نشانیوں کے خالق کی معرفت حاصل کرے اور اُس کی عطا کردہ ان نعمتوں کا شکر بجالائے۔ افسوس! اس معاملہ میں اکثر انسان غفلت برت رہے ہیں اور یہی غفلت اُن کی گم راہی کا سبب ہے۔

آیات ۱۰۶ تا ۱۰۷

ایمان لانے والوں کی اکثریت شرک کرتی ہے

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ	اور نہیں ایمان لاتے اُن میں سے اکثر اللہ پر
إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ ﴿۱۰۶﴾	مگر اس حالت میں کہ وہ شرک کرنے والے ہوتے ہیں
أَفَأَمِنُوا أَنْ تَأْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللَّهِ	تو کیا وہ بے خوف ہو گئے ہیں اس سے کہ آئے اُن پر کوئی
أَوْ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً	چھا جانے والی آفت اللہ کے عذاب میں سے
وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۱۰۷﴾	یا آئے اُن پر قیامت اچانک
	اور وہ اُس کا گمان بھی نہ کرتے ہوں۔

ان آیات میں خبردار کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والوں کی اکثریت شرک کا ارتکاب کر بیٹھتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے کے باوجود ذات، صفات یا حقوق کے اعتبار سے کسی اور کو اللہ تعالیٰ کے برابر کر ہی دیتے ہیں۔ بقول اقبال۔

برایمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے
ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنا لیتی ہے تصویریں

دولت، شہرت، وطن، باطل نظریہ، خواہشاتِ نفس یا کسی نیک ہستی کو معبود بنانے والوں کو اپنی روش سے توبہ کرنی چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ اُن پر اچانک اللہ تعالیٰ کا عذاب آجائے یا قیامت ٹوٹ پڑے اور وہ بے خبر ہی ہوں۔ کسی انسان کو خبر نہیں کہ اُس کی مہلتِ حیات کب تک ہے؟ نہیں معلوم کہ کب اچانک وہ کہاں اور کس حال میں پکڑ لیا جائے؟ لہذا دانش مندی یہ ہے کہ فوری طور پر شرک اور دیگر گناہوں سے توبہ کر کے زندگی کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کے مطابق بسر کرنے کا فیصلہ کر لیا جائے۔

آیت ۱۰۸

اتباع رسول ﷺ کا تقاضا... دعوت الی اللہ

اے نبی! فرما دیجیے میرا راستہ تو یہ ہے کہ میں بلاتا ہوں اللہ کی طرف	قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي اَدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ
واضح دلیل پر ہوں میں اور وہ بھی جو میری پیروی کرتے ہیں	عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنْ اَتَّبَعْنِيْ
اور پاک تو صرف اللہ ہے	وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ
اور میں نہیں ہوں شرک کرنے والوں میں سے۔	وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

اس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کی دعوت دینا نبی اکرم ﷺ کا راستہ ہے۔ یہ عمل لوگوں کو دائمی عذاب سے بچانے والا اور داعی کے لیے صدقہ جاریہ ہے۔ گویا اسی میں داعی اور مخاطب دونوں کی خیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی اتباع کرنے والے، لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلا رہے ہوتے ہیں۔ معارف القرآن میں مفتی محمد شفیع صاحب اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"کلبی اور ابن زید نے فرمایا کہ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص رسول کریم ﷺ کے اتباع کا دعویٰ کرے اُس پر لازم ہے کہ آپ ﷺ کی دعوت کو لوگوں میں پھیلانے اور قرآن کی تعلیم کو عام کرے (منظہری)۔"

البتہ داعی خود کو بڑا پاکیزہ اور پارسانہ سمجھے۔ ہر اعتبار سے پاک ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے اور ہمیں اُس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں کرنا چاہیے۔

آیات ۱۰۹ تا ۱۱۰

تمام رسول انسان ہی تھے

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رَجَالًا	اور اے نبی! ہم نے نہیں بھیجے آپ سے پہلے مگر کچھ مرد
نُوحًا إِلَيْهِمْ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ	ہم وحی کرتے تھے جن کی طرف بستیوں والوں میں سے
أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ	تو کیا وہ نہیں چلے پھرے زمین میں
فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ	پس دیکھتے کہ کیا ہوا انجام اُن لوگوں کا جو اُن سے پہلے تھے؟
وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا	اور یقیناً آخرت کا گھر بہتر ہے اُن کے لیے جو پرہیزگاری اختیار کریں
أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝۱۰۹	تو کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟
حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْسَسَ الرُّسُلُ	یہاں تک کہ جب ناامید ہو گئے رسول (قوموں سے)
وَوَظَنُوا أَنَّهُمْ قَدْ كُنُوا	اور قوموں نے گمان کیا کہ بے شک اُن سے یقیناً جھوٹ کہا گیا تھا

جَاءَهُمْ نَصْرُنَا	تو آگئی رسولوں کے پاس ہماری مدد
فَنَجَّىٰ مَنْ شَاءَ	پھر نجات دی گئی اُسے جسے ہم چاہتے تھے
وَلَا يُرَدُّ بَأْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ﴿۱۱۰﴾	اور نہیں ٹالا جاسکتا ہمارا عذاب مجرم قوم سے۔

یہ آیات نبی اکرم ﷺ کی دل جوئی کر رہی ہیں۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ مخالفین آپ کے انسان ہونے پر اعتراض کرتے ہیں حالانکہ آپ ﷺ سے پہلے بھی جو رسول آئے وہ انسان ہی تھے۔ اُن کے سینوں میں بھی دل تھے جو لوگوں کی ایذا رسانیوں سے تڑپ اُٹھتے تھے۔ وہ ظلم و ستم کے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مدد فرماتا تھا اور رسولوں کو ستانے والے اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ نہ سکتے تھے۔ اس کے برعکس رسولوں کی دعوت پر ایمان لانے والوں، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے والوں اور ہر آزمائش میں صبر کرنے والوں کو آخرت کے ایسے بدلہ کی بشارت دی گئی جو دائمی بھی ہوگا اور بہتر بھی۔ آیت ۱۱۰ کی تفسیر کے حوالے سے بخاری شریف میں روایت ہے کہ:

"سیدنا عروہ بن زبیرؓ نے سیدہ عائشہؓ سے اس آیت کا مطلب پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ پیغمبروں کو جن لوگوں نے مانا اور اُن کی تصدیق کی، جب ایک مدت دراز تک اُن پر آفت اور مصیبت آتی رہی اور اللہ تعالیٰ کی مدد آنے میں دیر ہو گئی اور پیغمبرؐ جھٹلانے والوں کے ایمان لانے سے ناامید ہو گئے اور یہ گمان کرنے لگے کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اب وہ بھی ہمیں جھوٹا سمجھنے لگیں گے، اُس وقت اللہ تعالیٰ کی مدد آن پہنچی۔"

آیت ۱۱۱

قرآن کے واقعات میں درسِ عبرت ہے

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ	بلاشبہ پیغمبروں کی داستانوں کے بیان میں
عِبْرَةً لِأُولِي الْأَلْبَابِ	سبق آموزی ہے سمجھ داروں کے لیے

مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ	نہیں ہے یہ قرآن ایسی بات جو کہ گھڑی جائے
وَلَكِنْ تَصْدِيقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ	اور لیکن یہ تو تصدیق ہے اُس کلام کی جو اس سے پہلے آیا ہے
وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ	اور تفصیل ہے ہر چیز کی
وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝	اور ہدایت اور رحمت ہے اُن کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔

ع ۱۲

اس آیت میں واضح کیا گیا کہ قرآن حکیم کے بیان کردہ واقعات میں لوگوں کے لیے درسِ عبرت ہے۔ جس طرح حضرت یوسفؑ کو حاسدین نے در بدر کر کے کنویں میں ڈال دیا لیکن بعد میں عاجزی کے ساتھ اُن کے سامنے حاضر ہوئے۔ اسی طرح مکہ والے نبی اکرم ﷺ کو مکہ سے ہجرت پر مجبور کریں گے لیکن ایک روز اُن کے سامنے ندامت کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ تقویٰ اور صبر کی صفات رکھنے والے ہی سرخرو ہوتے ہیں۔ قرآن حکیم اس حقیقت کو کھول کھول کر مختلف اسالیب سے بیان فرماتا ہے۔ ایمان لانے والوں کے لیے اس کتاب میں ہر اُس بات کی تفصیل موجود ہے جو اُن کی ہدایت کے لیے ضروری ہے۔ پھر یہی کتاب اُن کے لیے رحمت کا پیغام ہے۔

سورة الرعد

• آیات کا تجزیہ :

آیات ۱۶ تا ۱۷	توحید باری تعالیٰ
آیات ۲۶ تا ۲۷	حق و باطل کی کشمکش
آیات ۲۷ تا ۲۸	ایمان بالرسالت

آیت ۱

قرآن حکیم سراپا حق ہے

الْف۔ لَام۔ مِیْم۔ ر	الْبَرِّ
یہ کتاب کی آیات ہیں	تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ
اور وہ جو نازل کیا گیا ہے آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے وہ حق ہے	وَالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ
اور لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔	وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ①

اس آیت میں عظمت قرآن کا بیان ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو آگاہ کیا گیا کہ جو کتاب آپ ﷺ پر نازل کی گئی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور سراپا حق ہے۔ البتہ تعجب کی بات یہ ہے کہ لوگوں کی اکثریت اس صاف اور واضح حقیقت پر ایمان لانے سے محروم رہے گی۔

آیات ۲ تا ۴
اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے شاہ کار

اللہ وہ ہے جس نے بلند کیا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے (جیسا کہ) تم دیکھتے ہو انہیں	اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا
پھر وہ بیٹھا تختِ حکومت پر	ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ
اور اُس نے کام میں لگا دیا سورج اور چاند کو	وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
ہر ایک حرکت کر رہا ہے ایک مقررہ وقت کے لیے	كُلٌّ یَّجْرِی لِاَجَلٍ مُّسَمًّی
وہ تدبیر کرتا ہے ہر کام کی	یُدَبِّرُ الْأَمْرَ
وضاحت فرماتا ہے آیات کی	یُفَصِّلُ الْآیٰتِ
تاکہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کر لو۔	لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوقِنُونَ ﴿۲﴾
اور وہی ہے جس نے پھیلا دیا زمین کو	وَهُوَ الَّذِی مَدَّ الْأَرْضَ
اور بنائے اُس میں پہاڑ اور نہریں	وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِی وَاَنْهَارًا
اور تمام پھلوں میں سے بنائے اُس میں جوڑے دو دو قسم کے	وَمِنْ كُلِّ الشَّجَرِ جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ
ڈھانپ لیتا ہے رات سے دن کو	یُغْشِی الْبَیْلَ النَّهَارَ
بے شک اس میں یقیناً نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے	اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۳﴾

جو غور و فکر کرتے ہیں۔	
اور زمین میں ٹکڑے ہیں ایک دوسرے سے ملے ہوئے	وَفِی الْأَرْضِ قَطْعٌ مُّتَجَوِّدٌ
اور باغات ہیں انگوروں کے	وَجَنَّتٌ مِّنْ أَعْنَابٍ
اور کھیتی ہے	وَزُرْعٌ
اور کھجور کے درخت ہیں کئی تنوں والے	وَنَخِیلٌ صِنَوَانٌ
اور ایک تنے والے	وَغَیْرُ صِنَوَانٍ
انہیں سیراب کیا جاتا ہے ایک ہی پانی سے	یُسْقٰی بِمَآءٍ وَاحِدٍ
اور ہم فضیلت دیتے ہیں اُن میں سے بعض کو بعض پر ذائقے میں	وَنُفِضْلُ بَعْضُهَا عَلٰی بَعْضٍ فِی الْاُكْلِ
بے شک اس میں یقیناً نشانیاں ہیں اُن کے لیے جو سمجھتے ہیں۔	اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝۵

ان آیات میں اللہ سبحانہ تعالیٰ کی تخلیق کے کئی شاہ کاروں کا ذکر ہے :

- i. اُس نے اتنا بڑا اور بلند آسمان بغیر ستونوں کے قائم کر رکھا ہے۔
- ii. وہی اتنی بڑی کائنات کا حاکم ہے اور کائنات میں ہر کام اُسی کے اذن سے ہو رہا ہے۔
- iii. وہ سورج اور چاند کو ایک خاص ضابطہ کے تحت گردش دے رہا ہے۔
- iv. وہی کائنات کے تمام معاملات کی تدبیر فرما رہا ہے اور جملہ مخلوقات کی ضروریات پوری فرما رہا ہے۔
- v. اُس نے وسیع و عریض زمین کو پھیلا دیا اور اُس میں بلند پہاڑ اٹھائے اور گہرے دریا و نہریں بہا دیں۔
- vi. اُسی نے ہر طرح کے پھل اور میوے جوڑوں کی صورت میں پیدا فرمائے۔

- vii. وہی ہے جس نے رات اور دن کا الٹ پھیر ایک باقاعدگی کے ساتھ جاری فرمایا۔
- viii. اُسی نے زمین کو مختلف قطعّات میں تقسیم کیا۔ کہیں کھیت ہیں، کہیں باغ، کہیں معدنیات یا دیگر مفید اشیاء کے ذخائر۔
- ix. وہی انگوروں اور کھجوروں کے باغ لگاتا ہے۔
- x. اُس نے ایک ہی جڑ سے کھجور کے دو درخت لگائے لیکن اُن کے پھلوں کے ذائقے اور لذتیں مختلف کر دیں۔
- بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے یہ شاہ کار ایک طرف غور و فکر کرنے والوں کے لیے حصولِ معرفتِ ربّانی اور اللہ کے لیے تشکر کے جذبات پیدا کرنے کا بڑا موثر ذریعہ ہیں۔ دوسری طرف ثابت کر رہے ہیں کہ جو ہستی نظام کائنات کو انتہائی حکمت کے ساتھ چلا رہی ہے، اُس نے انسان کو بھی بے لگام نہیں چھوڑ دیا۔ اُس کے عدل اور حکمت کا تقاضا ہے کہ نافرمانوں کو اُن کی بد کرداریوں کی سزا دے اور فرماں برداروں کو اُن کی نیکیوں کا بہترین صلہ عطا فرمائے۔ لہذا از روئے عدل و حکمت بدلہ کے دن یعنی آخرت کا آنا ضروری ہے۔

آیات ۵ تا ۷

تعجب ہے کافروں کے اعتراض پر!

وَ اِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ	اے نبی! اور اگر آپ تعجب کریں تو عجیب ہے ان کی یہ بات
اِذَا كُنَّا تُرَابًا	کیا جب ہم ہو جائیں گے مٹی
اِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ	کیا بے شک ہم واقعی نئی تخلیق میں ہوں گے؟
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ	یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اپنے رب کے ساتھ
وَاُولٰٓئِكَ اِلَّا غُلُلٌ فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ	اور یہی لوگ ہیں کہ طوق ہوں گے ان کی گردنوں میں

وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ	اور یہی جہنم والے ہیں۔
هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٥﴾	وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔
وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ	اور وہ جلدی طلب کرتے ہیں آپ سے برائی کو بھلائی سے پہلے
وَقَدْ خَلَّتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثَلُتْ	حالاں کہ یقیناً گزر چکی ہیں اُن سے پہلے عبرت ناک مثالیں
وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلَى ظُلْمِهِمْ	اور بے شک آپ کا رب یقیناً بہت بخشنے والا ہے لوگوں کے لیے اُن کے ظلم کے باوجود
وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٦﴾	اور بے شک آپ کا رب یقیناً بہت سخت سزا دینے والا ہے۔
وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا	اور کہتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
لَوْ لَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ	کیوں نہ نازل کیا گیا اُن پر کوئی معجزہ اُن کے رب کی طرف سے؟
إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ	بے شک آپ تو ہیں ہی خبردار کرنے والے
وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿٧﴾	اور ہر قوم کے لیے ایک ہدایت پہنچانے والا ہے۔

یہ آیات کافروں کی اس بات پر اظہارِ تعجب کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ انسان کے مرنے اور اُس کی ہڈیوں کے مٹی میں مل کر مٹی ہونے کے بعد اُسے دوبارہ کیسے زندہ کرے گا؟ ایسے لوگ اصل میں اللہ تعالیٰ کے ہر چیز پر قادر ہونے کا یقین نہیں رکھتے۔ اگر ایمان نہ

لائے تو دردناک عذاب کا شکار ہو کر رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ تو ان پر رحم کرنا چاہتا ہے لیکن یہ ہٹ دھرمی سے اُس کا عذاب مانگ رہے ہیں۔ ان کے سامنے ماضی میں حق کو جھٹلانے والی سرکش قوموں کے عبرت ناک انجام کا ذکر آچکا ہے لیکن یہ حق کو تسلیم کرنے کی بجائے نبی اکرم ﷺ سے فرمائشی معجزہ دکھانے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا کام معجزے دکھا کر لوگوں کو زبردستی حق منوانا نہیں ہے۔ آپ ﷺ کا اصل کام حق کا راستہ دکھانا اور آخرت میں جواب دہی کے حوالے سے خبردار کرنا ہے۔

آیات ۸ تا ۱۰

اللہ تعالیٰ کے علم کامل کا بیان

اللہ جانتا ہے جو اٹھائے ہوتی ہے ہر مادہ	اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحِيلُ كُلُّ امْتٍ
اور جو کم کرتے ہیں رحم اور جو زیادہ کرتے ہیں	وَمَا تَغِيصُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ
اور ہر چیز کا اُس کے ہاں اندازہ ہے۔	وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِقَدَارٍ ①
وہ جاننے والا ہے پوشیدہ اور ظاہر کا	عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
وہ بہت بڑا، نہایت بلند ہے۔	الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ ②
برابر ہے (اُس کے لیے) تم میں سے	سَوَاءٌ مِنْكُمْ
جو چھپائے بات کو	مَنْ أَسْرَأَ الْقَوْلَ
اور جو ظاہر کرے اُسے	وَمَنْ جَهَرَ بِهِ
اور وہ جو چھپنے والا ہو رات کو	وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ
اور جو چلنے پھرنے والا ہو دن کو۔	وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ③

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی صفتِ علم کے حسبِ ذیل مظاہر کا بیان ہے :

- i. اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ہر مادہ کے رحم میں کیا پرورش پارہا ہے؟ پھر بچے کے اعضا، اُس کی قوتوں، قابلیتوں، صلاحیتوں اور استعدادوں میں جو کچھ کمی یا زیادتی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ سب سے باخبر ہوتا ہے۔
- ii. کائنات میں ہر شے اپنی پوری مقدار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔
- iii. اللہ تعالیٰ ہر ظاہر اور ہر پوشیدہ شے یا خبر سے واقف ہے یعنی جس شے کو انسان اپنے حواس سے محسوس کر سکتا ہے اور جسے محسوس نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ سب کو جانتا ہے۔ ماضی، حال اور مستقبل اُس کے لیے یکساں حیثیت رکھتے ہیں۔
- iv. انسان کسی بات کو ظاہر کرے یا چھپائے اونچی آواز سے کہے یا سرگوشی کے انداز میں اللہ تعالیٰ کو اُس کی ہر بات کا علم ہے۔
- v. کوئی انسان دن میں سرگرم عمل ہو یا رات کی تاریکی میں کہیں چھپ گیا ہو اللہ تعالیٰ اُس کے مقام اور حال سے باخبر ہے۔

آیت ۱۱

عذاب انسانوں کے گناہوں کی وجہ سے آتا ہے

انسان کے لیے یکے بعد دیگرے آنے والے فرشتے ہیں اُس کے آگے بھی اور اُس کے پیچھے بھی	لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ
وہ حفاظت کرتے ہیں اُس کی اللہ کے حکم سے	يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ
بے شک اللہ نہیں بدلتا اُس نعمت کو جو کسی قوم کے پاس ہو	إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ
یہاں تک وہ بدل لیں وہ کیفیت جو اُن کے دلوں کی ہے	حَتَّىٰ يُغَيِّرَ أَمْرًا بِأَنفُسِهِمْ

وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا	اور جب ارادہ کرتا ہے اللہ کسی قوم کو تکلیف پہنچانے کا
فَلَا مَرَدَّ لَهُ	تو نہیں ہو سکتا اُس کا ٹالنا
وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُونِهِ مِنْ وَّالٍ ۝۱۱	اور نہ ہی اُن کے لیے اللہ کے سوا کوئی مددگار ہوتا ہے۔

اس آیت میں ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر انسان کی حفاظت کے لیے نگران فرشتے مقرر کر دیتا ہے۔ وہ موت کا وقت آنے تک اُس کی حفاظت پر مامور رہتے ہیں۔ البتہ کسی قوم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب اُسی وقت آتا ہے جب قوم اللہ کی ناشکری اور نافرمانی کرتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آجاتا ہے تو پھر کوئی اُس عذاب سے بچانے والا نہیں ہوتا۔

آیات ۱۲ تا ۱۳

آسمانی بجلی اللہ تعالیٰ کی تسبیح و حمد کرتی ہے

هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا	وہی (اللہ) ہے جو دکھاتا ہے تمہیں آسمانی بجلی ڈرانے اور امید دلانے کے لیے
وَيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝۱۲	اور وہی اٹھاتا ہے بھاری بادل۔
وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ	اور تسبیح بیان کرتی ہے گرج اُس کی حمد کے ساتھ
وَالْمَلٰئِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ	اور فرشتے بھی اُس کے خوف سے
وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ	اور وہ بھیجتا ہے کڑکتی بجلیاں
فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَّشَاءُ	پھر وہ ڈال دیتا ہے اُن کو جس پر چاہتا ہے
وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ	اس حال میں کہ وہ اللہ کے بارے میں جھگڑ رہے ہوتے

ہیں	
اور وہ سخت پکڑ کرنے والا ہے۔	وَهُوَ شَدِيدُ الْحَالِ ۝۱۳

ان آیات میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی انسانوں کو آسمانی بجلی دکھاتا ہے اس امید کے ساتھ کہ رحمت کی بارش بر سے گی یا اس خوف کے ساتھ کہ کہیں یہ نقصان نہ پہنچا دے۔ یہ آسمانی بجلی کڑکتے ہوئے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی تسبیح و حمد کرتی ہے اور تمام فرشتے بھی اُس سے ڈرتے ہوئے اُس کی تسبیح و حمد میں مشغول رہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ یہ بجلی ایسے لوگوں پر گرا دیتا ہے جو اُس کی قدرت کے حوالے سے قیل و قال اور بحث کر رہے ہوتے ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی گرفت بہت سخت ہوتی ہے۔

آیات ۱۶ تا ۱۴

صرف اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا ہی مفید ہے

اللہ ہی کو پکارنا برحق ہے	لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ
اور جنہیں مشرک پکارتے ہیں اللہ کے سوا	وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ
وہ نہیں جواب دے سکتے انہیں کچھ بھی	لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ
مگر اس شخص کی طرح جو پھیلانے والا ہوا اپنی دونوں	إِلَّا كَبَاسِطٍ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ
ہتھیلیاں پانی کی طرف	لِيَبْلُغَ فَاةً
تاکہ وہ پانی پہنچ جائے اُس کے منہ تک	وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ
حالانکہ وہ نہیں پہنچنے والا اُس کے منہ تک	وَمَا دَعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ۝۱۴

اور اللہ ہی کے لیے سجدہ کرتی ہے ہر مخلوق جو آسمانوں اور زمین میں ہے	وَاللّٰهُ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
خوشی سے اور ناخوشی سے	طَوْعًا وَّكَرْهًا
اور اُن کے سائے بھی صبح اور شام۔	وَّظِلُّهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاصَالِ ۝۱۵
اے نبی! پوچھیے کون ہے آسمانوں اور زمین کا رب؟	قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
فرمائیے اللہ	قُلِ اللّٰهُ
فرمائیے پھر کیا تم نے بنا رکھے ہیں اُس کے سوا کچھ کارساز	قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَاءَ
جو اختیار نہیں رکھتے اپنے لیے کسی نفع کا اور نہ کسی نقصان کا	لَا يَمْلِكُوْنَ لِنَفْسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا
پوچھیے کیا برابر ہو سکتا ہے اندھا اور دیکھنے والا؟	قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰی وَالْبَصِيْرُ
یا کیا یکساں ہو سکتے ہیں اندھیرے اور روشنی؟	اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ
یا اُنہوں نے بنا رکھے ہیں اللہ کے لیے ایسے شریک کہ اُنہوں نے تخلیق کیا ہو اللہ کے تخلیق کرنے کی طرح	اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ
تو مشتبہ ہو گئی ہو تخلیق اُن پر	فَتَشَابَهَ الْخُلُقُ عَلَيْهِمْ
فرمائیے اللہ ہی تخلیق کرنے والا ہے ہر چیز کا	قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ
اور وہی ایک، سب پر غالب ہے۔	وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝۱۶

یہ آیات بشارت دے رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے انسان کبھی بھی مایوس نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو پکارنا ایسا ہے جیسے انسان پانی کو دیکھ کر ہاتھ پھیلائے کہ وہ اُس کے منہ میں آجائے لیکن پانی اس طرح تو حاصل نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا جن ہستیوں کو پکارا جاتا ہے وہ نفع یا نقصان کا کوئی اختیار نہیں رکھتیں۔ کیا انہوں نے بھی کائنات میں کوئی شے بنائی ہے کہ انہیں خدائی میں شریک کیا جا رہا ہے؟ وہ تو خود اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی مخلوق اور اُس کی شانِ ربوبیت کی محتاج ہیں۔ ہر شے کا خالق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ نہ صرف ہر شے بلکہ اُس کا سایہ بھی عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے سجدہ کرتا ہے۔ زمین و آسمان کی ہر مخلوق اس معنی میں اللہ تعالیٰ کو سجدہ کر رہی ہے کہ وہ اُس کے قانون کی پابند ہے اور اُس کے احکام کی معمولی سی نافرمانی بھی نہیں کر سکتی۔

آیات ۱۷ تا ۱۸ حق و باطل کے لیے مثال

اللہ نے نازل فرمایا آسمان سے پانی	أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً
پس بہنے لگیں وادیاں اپنی اپنی وسعت کے مطابق	فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا
تو اٹھالیا سیلاب نے ابھرا ہوا جھاگ	فَاَحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَابِيًا
اور اُن چیزوں سے جنہیں وہ تپاتے ہیں آگ میں	وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ
حاصل کرنے کے لیے زیور یا دیگر سامان	ابْتِغَاءَ حُلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ
جھاگ اٹھتا ہے ویسا ہی	زَبَدٌ مِّثْلُهُ
اسی طرح بیان فرماتا ہے اللہ حق اور باطل کی (مثال)	كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ

فَاَمَّا الرَّبُّ	پس جو جھاگ ہے
فَيَذْهَبُ جُفَاءً	وہ تو چلا جاتا ہے بے کار
وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ	اور وہ چیز جو نفع دیتی ہے لوگوں کو
فَيَكُتُّ فِي الْاَرْضِ	تو وہ ٹھہر جاتی ہے زمین میں
كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ۝۱۴	اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ مثالیں۔
لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ الْحُسْنٰی	اُن کے لیے جنہوں نے لبیک کہا اپنے رب کی پکار پر، بھلائی ہے
وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِیْبُوْا لَهٗ	اور وہ لوگ جنہوں نے لبیک نہیں کہا اُس کی پکار پر
لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا	اگر بلاشبہ ہوتا اُن کے لیے جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب
وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ	اور اتنا ہی اُس کے ساتھ
لَا فِتْرًا وَّابِهٖ	ضرور وہ فدیہ میں دے دیتے اُسے
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوءُ الْحِسَابِ	یہی لوگ ہیں جن کے لیے برا حساب ہے
وَمَا وَّهُمْ جَهَنَّمَ	اور اُن کا ٹھکانا جہنم ہے
وَبِئْسَ الْبِهَادُ ۝۱۵	اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

ان آیات میں حق و باطل کو ایک مثال کے ذریعہ واضح کیا گیا ہے۔ وہ مثال ہے پانی پر ابھر کر آنے والے جھاگ کی یادہاتوں کو پگھلاتے وقت اُن پر پیدا ہونے والے جھاگ کی۔ پانی یادہات باقی رہتے ہیں جو انسان کے لیے مفید ہیں۔ جھاگ سوکھ کراڑ جاتا ہے۔ اس مثال میں پانی یادہات حق ہے اور جھاگ باطل۔ بقا صرف حق کے لیے ہے۔ باطل کبھی کبھڑا نہیں رہ سکتا جھاگ کی طرح مٹ جاتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی اہل حق نے پامردی دکھائی باطل ہمیشہ نیست و نابود ہو کر رہا۔ حق کا ساتھ دینے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین بدلہ ہے۔ باطل کا ساتھ دینے والوں کے لیے بدترین انجام ہے۔ اُن کی طرف سے کوئی بھی شے بطور فدیہ قبول نہیں کی جائے گی۔ اُن کا ٹھکانا جہنم ہے جو بہت ہی بری جگہ ہے۔

آیات ۱۹ تا ۲۴

حق کا ساتھ دینے والوں کی صفات

اَفَمَنْ يَعْلَمُ	تو کیا وہ شخص جو جانتا ہے
اَنَّمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ	کہ بے شک جو کچھ نازل کیا گیا ہے (اے نبی!) آپ کی جانب آپ کے رب کی طرف سے وہی حق ہے
كَمَنْ هُوَ اَعْلٰی	اُس شخص کی طرح ہے جو اندھا ہے
اِنَّمَا يَتَذَكَّرْ اُولُو الْاَلْبَابِ ⑨	بے شک نصیحت حاصل کرتے ہیں صرف عقلمند۔
الَّذِينَ يُوْفَوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ	وہ لوگ جو پورا کرتے ہیں اللہ کے عہد کو
وَلَا يَنْقُضُونَ الْبَيْثَاقَ ⑩	اور جو نہیں توڑتے پختہ عہد کو۔
وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهِ اَنْ يُّوْصَلَ	اور وہ لوگ جو جوڑتے ہیں اُسے، حکم دیا ہے اللہ نے جس کے متعلق کہ اُسے جوڑا جائے

وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ	اور وہ ڈرتے ہیں اپنے رب سے
وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ ۝۲۱	اور وہ اندیشہ رکھتے ہیں برے حساب کا۔
وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ	اور وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا حاصل کرنے کے لیے اپنے رب کی رضا
وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ	اور جنہوں نے قائم کی نماز
وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً	اور انہوں نے خرچ کیا اُس میں سے جو ہم نے عطا کیا ہے انہیں پوشیدہ اور ظاہر
وَيَذَرُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ	اور وہ مقابلہ کرتے ہیں بھلائی کے ساتھ برائی کا
أُولَٰئِكَ لَهُمْ عُقَبَى الدَّارِ ۝۲۲	وہی ہیں جن کے لیے آخرت کا (حسین) گھر ہے۔
جَنَّتٌ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا	باقی رہنے والے باغ ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے
وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمْ	اور جو نیک ہوئے اُن کے باپ دادوں اور اُن کی بیویوں اور اُن کی اولاد سے
وَالْبَلَّيْكَ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ ۝۲۳	اور فرشتے داخل ہوں گے اُن پر جنت کے ہر دروازے سے۔
سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ	(کہیں گے) سلام ہو تم پر اس وجہ سے کہ تم نے صبر کیا
فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝۲۴	تو کیا ہی اچھا ہے آخرت کا (حسین) گھر۔

یہ آیات حق کا ساتھ دینے والوں کی دس صفات بیان کر رہی ہیں:

- i. وہ یقین رکھتے ہیں کہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی کتاب ہی وہ سب سے بڑی نعمت ہے جس سے حق کی ہدایت جیسی رحمت حاصل ہو سکتی ہے۔
 - ii. وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہد بندگی کی پاس داری کرتے ہیں۔
 - iii. وہ بندوں کے ساتھ اپنے وعدوں کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔
 - iv. وہ اُس تعلق کو قائم رکھتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے قائم رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ نہ صرف رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں بلکہ اللہ کی کتاب سنت رسول سلف صالحین اور اپنے دور کے نیک لوگوں سے تعلق جوڑے رکھتے ہیں۔
 - v. وہ ہر وقت اپنے رب کی ناراضی سے ڈرتے رہتے ہیں۔
 - vi. وہ آخرت کی جواب دہی کے احساس سے لرزاں رہتے ہیں۔
 - vii. وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر، نیکی کرنے، برائی سے بچنے اور حق کی راہ میں آنے والی مشکلات، مرغوباتِ نفس کی لالچ اور سودے بازی کی پیش کش پر صبر کرتے ہوئے حق کی راہ پر ڈٹے رہتے ہیں۔
 - viii. وہ اللہ تعالیٰ سے لو لگانے اور اُس کی مدد حاصل کرنے کے لیے نماز قائم کرتے ہیں۔
 - ix. وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کھلے اور چھپے مال خرچ کرتے ہیں۔
 - x. وہ برائی کا جواب اچھائی سے دیتے ہیں۔
- مذکورہ بالا صفات کے حاملین کے لیے جنت کے ہمیشہ رہنے والے باغ ہیں جہاں اُن کے ساتھ اُن کے نیک والدین، اولادیں اور بیویاں بھی ہوں گی۔ فرشتے ہر طرف سے اُکرا نہیں مبارک باد پیش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مذکورہ بالا صفات اور حسین انجام عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۵ تا ۲۶ حق کے دشمنوں کا کردار

اور وہ لوگ جو توڑ دیتے ہیں اللہ سے کیے عہد کو اُسے پختہ کرنے کے بعد	وَالَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ
اور کاٹ دیتے ہیں اُسے، حکم دیا ہے اللہ نے جس کے متعلق کہ اُسے جوڑا جائے	وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ
اور فساد کرتے ہیں زمین میں	وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ
یہی لوگ ہیں جن کے لیے لعنت ہے	أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ
اور اُن کے لیے برا گھر ہے۔	وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ۝۲۵
اللہ وسیع کرتا ہے رزق جس کے لیے چاہتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے (جس کے لیے چاہتا ہے)	اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ
اور وہ خوش ہو گئے ہیں دنیا کی زندگی پر	وَفَرِحُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا
اور نہیں ہے دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں مگر معمولی فائدہ کا سامان۔	وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مَتَاعٌ ۝۲۶

ان آیات میں بیان کیا گیا ہے کہ حق کے دشمنوں کے تین جرائم ہیں:
i. وہ اللہ تعالیٰ سے کیے گئے عہد بندگی کا پاس نہیں کرتے۔

- ii. وہ نہ صرف قطع رحمی کا جرم کرتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب، سنتِ رسول ﷺ، سلف صالحین اور جن نیک ہستیوں سے اللہ تعالیٰ نے تعلق جوڑنے کا حکم دیا ہے وہ یہ تعلق قائم نہیں رکھتے۔
- iii. اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کر کے زمین میں فساد مچاتے ہیں۔

ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور اُن کا آخرت میں برا انجام ہے۔ یہ لوگ اصل میں دنیا ہی کے طلب گار ہو چکے ہیں حالاں کہ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کا ساز و سامان عارضی اور گھٹیا ہے۔

آیات ۲۷ تا ۲۹

دل اطمینان پاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا	اور کہتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
لَوْ لَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ	کیوں نہ نازل کیا گیا اُن پر کوئی معجزہ اُن کے رب کی طرف سے؟
قُلْ إِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَن يَشَاءُ	اے نبی! فرمائیے بے شک اللہ گم راہ کرتا ہے جسے چاہے
وَيَهْدِي إِلَىٰ آلِهِ مَن أَكَابَ ۝۷	اور ہدایت دیتا ہے اپنی طرف اُسے جو رجوع کرے۔
الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ	وہ لوگ جو ایمان لائے اور اطمینان پاتے ہیں اُن کے دل اللہ کے ذکر سے
أَلَّا يَذْكُرِ اللَّهُ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ۝۸	سن لو! اللہ کے ذکر سے ہی اطمینان پاتے ہیں دل۔
الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ	وہ لوگ جو ایمان لائے اور اُنہوں نے عمل کیے اچھے

طُوبَى لَهُمْ	اُن کے لیے خوشخبری ہے
وَحُسْنُ مَا بٍ ۲۹	اور عمدہ ٹھکانا ہے۔

حق کے مخالفین نبی اکرم ﷺ سے بار بار مطالبہ کر رہے تھے کہ کوئی فرمائشی معجزہ دکھائیے۔ ان آیات میں انہیں جواب دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ معجزہ دکھا کر زبردستی ہدایت کسی کو نہیں دے گا۔ ہدایت اُسی کو ملتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف حصولِ ہدایت کے لیے عاجزی سے رجوع کرتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دل اطمینان پاتے ہی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہیں۔ ان سعادت مندوں کے لیے انتہائی عمدہ مقامات میں داخل ہونے کی بشارت ہے۔

آیات ۳۰ تا ۳۱

نبی اکرم ﷺ اور اہل ایمان کی دلجوئی

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنَاكَ فِيْ اُمَّةٍ	اے نبی! اسی طرح ہم نے بھیجا آپ کو ایک امت میں
قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا اُمَمٌ	یقیناً گزر چکیں اس سے پہلے کئی امتیں
لَتَتْلُوْا عَلَيْهِمُ الَّذِیْ اَوْحٰیْنَا اِلَیْكَ	تاکہ آپ تلاوت کریں اُن پر وہ کلام جو ہم نے وحی کیا ہے آپ کی طرف
وَهُمْ یَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ	جب کہ وہ کفر کر رہے ہیں رحمن کا
قُلْ هُوَ رَبِّیْ	فرمائیے وہی میرا رب ہے
لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ	نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے
عَلِیْهِ تَوَكَّلْتُ	اُسی پر میں نے بھروسہ کیا

اور اُسی کی طرف میرا لوٹنا ہے۔	وَ اِلَيْهِ مَتَابٌ ۝۱۳
اور اگر واقعی قرآن ایسا ہوتا کہ چلائے جاتے اس سے پہاڑ	وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُوِّرَتْ بِهٖ الْجِبَالُ
یا ٹکڑے کر دی جاتی اس سے زمین	اَوْ قُطِعَتْ بِهٖ الْاَرْضُ
یا بات کی جاسکتی اس کے ذریعے مردوں سے (تو پھر بھی کافر نہ مانتے)	اَوْ كُلَّمَا بِهٖ الْمَوْتٰی
بلکہ اللہ کے اختیار میں ہے معاملہ سب کا سب	بَلْ لِلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِیْعًا
تو کیا مطمئن نہیں ہوئے اس سے وہ لوگ جو ایمان لائے	اَفَلَمْ یَاۡتِیْسِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
کہ اگر چاہتا اللہ تو ضرور ہدایت دیتا سب لوگوں کو	اَنْ تُوْیْسَآءُ اللّٰهُ لَهْدٰی النَّاسِ جَمِیْعًا
اور ہمیشہ رہیں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اس حال میں کہ پہنچے گی انہیں اس وجہ سے جو انہوں نے کیا آفت	وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا تُصِیْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ
یا آپ اتریں گے قریب اُن کے گھر کے	اَوْ تَحُلُّ قَرِیْبًا مِّنْ دَارِهِمْ
یہاں تک کہ آجائے گا اللہ کا وعدہ	حَتّٰی یَاۡتِیَ وَعْدُ اللّٰهِ
بے شک اللہ خلاف نہیں کرتا اپنے وعدے کے۔	اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْوَعْدَ ۝۱۴

بَیِّن

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ اور اہل ایمان کی دل جوئی فرمائی ہے۔ ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سابقہ قوموں کی طرف بھی رسول بھیجے تھے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کو بھیجا گیا ہے۔ سابقہ قوموں کی طرح آپ ﷺ کے مخاطبین بھی

آپ ﷺ کی دعوت کو جھٹلا کر فرمائشی معجزہ طلب کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ معجزے دکھانے پر قادر ہے۔ ایسا ممکن ہے کہ اس قرآن کی تاثیر سے پہاڑ حرکت میں آجائیں، زمین کے ٹکڑے ہو جائیں اور مردہ لوگوں سے گفتگو کی جاسکے۔ لیکن نبی اکرم ﷺ اور اہل ایمان جان لیں کہ جھٹلانے والے معجزات دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائیں گے۔ ان کافروں کو اپنے انکار کی وجہ سے پے بہ پے صدمے دیکھنے پڑیں گے یہاں تک کہ آپ ﷺ اُن کے شہر یعنی مکہ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور وہ اس وعدہ کو پورا کر کے رہے گا۔

آیات ۳۲ تا ۳۴

حق کے مخالفین کا برا انجام

وَلَقَدْ اسْتَهْزَيْ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ	اور اے نبی! یقیناً مذاق اڑایا گیا رسولوں کا آپ سے پہلے
فَاُمْلِيتُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا	تو میں نے مہلت دی اُن لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا
ثُمَّ اخَذْتُهُمْ	پھر میں نے پکڑ لیا انہیں
فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝۳۲	تو کیسا تھا میرا عذاب؟
اَفَمَن هُوَ قَائِمٌ عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ	پھر کیا وہ ذات جو نگران ہے ہر جان کی اُس پر جو اُس نے کما یا (کیا اُس کے برابر کوئی ہو سکتا ہے؟)
وَجَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ	اور اُنہوں نے بنا لیے ہیں اللہ کے لیے شریک
قُلْ سَبُّهُمْ	فرمائیے اُن کے نام تو لو
اَمْ تَتَّبِعُوْنَہٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ	کیا تم خبر دیتے ہو اللہ کو اُس کی جو وہ نہیں جانتا زمین

میں	
یا یہ بس ایک ظاہری بات ہے	أَمْرٌ بَظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ
بلکہ خوش نما کر دیا گیا ہے اُن لوگوں کے لیے جنہوں نے کفر کیا اُن کا فریب	بَلْ زَيْنَ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مَكْرَهُمْ
اور وہ روک دیے گئے سیدھی راہ سے	وَصَدُّوْا عَنِ السَّبِيلِ
اور جسے گم راہ کر دے اللہ	وَمَنْ يُضِلِلِ اللّٰهُ
تو نہیں ہے اُسے کوئی ہدایت دینے والا۔	فَبَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۝۳۱
اُن کے لیے عذاب ہے دنیا کی زندگی میں	لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
اور یقیناً آخرت کا عذاب زیادہ سخت ہے	وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ اَشَقُّ
اور نہیں ہے اُن کے لیے کوئی اللہ سے بچانے والا۔	وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝۳۲

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ ہر رسول کو مخالفین کی طرف سے طنز و مذاق کے تیر سہنے پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن مجرموں کو توبہ اور اصلاح کے لیے مہلت دی اور پھر بدترین انجام سے دوچار کیا۔ مخالفین حق ہر آن اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں دوسری ہستیوں کو اپنا حمایتی قرار دیتے ہیں۔ اے نبی ﷺ! ان سے کہہ دیجیے کہ ذرا مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ فہرست دو جس میں اُس نے اُن ہستیوں کے نام بتائے ہیں جو تمہارے خیال کے مطابق کوئی اختیار رکھتے ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو کوئی اختیار نہیں۔ مشرکین کے تصورات من گھڑت ہیں۔ یہ اُن کے مکار مذہبی پیشوا ہیں جنہوں نے کچھ بناوٹی شریک گھڑے، اُن سے متعلق کچھ حکایات تصنیف کیں، لوگوں کو اُن کی ناراضی سے ڈرایا، اختیارات کے جھوٹے تصورات دے کر اُن کا

معتقد بنایا، اپنے آپ کو اُن کا مجاور یا نمائندہ ٹھہرایا اور لوگوں کی کمائی پر ڈاکا ڈالنا شروع کر دیا۔ ایسے فریب کرنے والوں کے لیے دنیا میں بھی عذاب ہے اور آخرت کا عذاب زیادہ سخت ہوگا۔ کوئی اُن کو اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب سے بچانے والا نہ ہوگا۔

آیت ۳۵

جنت متقیوں کے لیے ہے

مثال اُس جنت کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے پر ہیزگاروں سے	مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعدَ الْمُتَّقُونَ
بہتی ہیں اُس کے نیچے سے نہریں	تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
اُس کا پھل دائمی ہے اور اُس کا سایہ بھی	أُكُلُهَا دَائِمٌ وَظِلُّهَا
یہ انجام ہے اُن کا جنہوں نے پرہیزگاری اختیار کی	تِلْكَ عُقْبَى الَّذِينَ اتَّقَوْا
اور کافروں کا انجام آگ ہے۔	وَعُقْبَى الْكَافِرِينَ النَّارُ ﴿٣٥﴾

اس آیت میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے متقیوں کے لیے جس جنت کا وعدہ کیا ہے اُس کے دامن میں نہریں جاری ہیں۔ اُس کے میوے بھی دائمی ہیں اور سائے بھی۔ یہ نعمت ہے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے والوں کے لیے۔ اس کے برعکس جو لوگ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی تعلیمات کا انکار کر رہے ہیں، اُن کا ٹھکانا جہنم کی آگ ہے۔

آیات ۳۶ تا ۳۷

باطل کے ساتھ سمجھوتا نہیں ہو سکتا

اور وہ لوگ ہم نے دی ہے جنہیں کتاب	وَالَّذِينَ اتَّيْنَهُمُ الْكِتَابَ
-----------------------------------	-------------------------------------

وہ خوش ہو رہے ہیں اُس کلام پر جو نازل کیا گیا ہے اے نبی! آپ کی طرف	يَفْرَحُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ
اور (کفار کے) گروہوں میں سے ایسے بھی ہیں جو انکار کرتے ہیں اس کے بعض کا	وَمِنَ الْأَحْزَابِ مَنْ يُنْكِرُ بَعْضَهُ
فرمائیے بے شک مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں عبادت کروں اللہ کی	قُلْ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ
اور نہ شریک بناؤں کسی کو اُس کے ساتھ	وَلَا أُشْرِكَ بِهِ
اُسی کی طرف میں دعوت دیتا ہوں	إِلَيْهِ أَدْعُوا
اور اُسی کی طرف میرا لوٹنا ہے۔	وَالْيَهُ مَابِ ۝۳
اور اسی طرح ہم نے نازل کیا ہے اسے عربی فرمان بنا کر	وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا
اور اگر (بفرض محال) آپ نے پیروی کی اُن کی خواہشات کی	وَلَكِنْ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ
اس کے بعد کہ آپ کے پاس اصل علم	بَعْدَ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ
(تو پھر) نہیں ہوگا آپ کے لیے اللہ کے مقابلے میں کوئی حمایتی اور نہ ہی کوئی بچانے والا۔	مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا وَاقٍ ۝۴

یہ آیات نبی اکرم ﷺ کو آگاہ کر رہی ہیں کہ اہل کتاب میں سے ایک گروہ ایسا ہے جو حق پرستی کی روش پر گامزن ہے اور وہ نزول قرآن پر باطنی مسرت محسوس کر رہا ہے۔ اس کے برعکس مشرکین مکہ کا معاملہ یہ ہے کہ وہ آپ ﷺ سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ

آپ ﷺ اُن کے ساتھ اُن کے معبودوں کی عبادت میں شریک ہو جائیں۔ آپ ﷺ انہیں صاف صاف بتادیں کہ مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں صرف اُسی کی عبادت کروں۔ اگر بالفرض میں نے تمہاری خواہشات کی پیروی کی تو مجھے بھی اللہ تعالیٰ کی عدالت میں کوئی حمایتی یا بچانے والا نہیں ملے گا۔

آیات ۳۸ تا ۴۰

نبی اکرم ﷺ اور مشرکین کے درمیان کشمکش

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ	اور اے نبی! بلاشبہ یقیناً ہم نے بھیجے رسول آپ سے پہلے
وَجَعَلْنَا لَهُمُ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً	اور ہم نے دیں انہیں بیویاں اور اولاد
وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ	اور ممکن نہیں تھا کسی رسول کے لیے کہ وہ لے آئے کوئی نشانی مگر اللہ کے حکم سے
لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ ۝۳۸	ہر (کام کا) مقررہ وقت لکھا ہوا ہے۔
يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ	مٹا دیتا ہے اللہ جو چاہتا ہے
وَيُثَبِّتُ	اور قائم رکھتا ہے (جو چاہتا ہے)
وَعِنْدَكَ أُمُ الْكِتَابِ ۝۳۹	اور اُسی کے پاس ہے اصل کتاب۔
وَإِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ	اور ممکن ہے ہم دکھا ہی دیں آپ کو اُس (عذاب) میں سے کچھ جس کا ہم نے وعدہ کیا ہے کافروں سے
أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ	یا ہم اٹھالیں آپ کو

فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ	سو بے شک آپ کے ذمہ تو صرف پہنچا دینا ہے
وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۱۰﴾	اور ہمارے ذمہ ہے حساب لینا۔

ان آیات کے پس منظر میں وہ کشمکش ہے جو نبی اکرم اور مشرکین کے درمیان جاری تھی۔ وہ اعتراض کر رہے تھے کہ یہ کیسے نبی ہیں جن کے ساتھ بشری تقاضے ہیں۔ وہ جنسی خواہشات بھی رکھتے ہیں اور اُن کی بیویاں اور اولادیں بھی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ ﷺ سے پہلے ہم نے جو رسول بھیجے وہ بھی انسان ہی تھے۔ اُن کے بھی بیوی، بچے تھے۔ البتہ بشری تقاضوں کے باوجود وہ اپنی امتوں کے لیے بندگی رب کا مثالی نمونہ تھے۔ پھر مشرکین آپ ﷺ سے فرمائشی معجزات دکھانے کا تقاضا کر رہے تھے۔ جواب دیا گیا کہ معجزہ دکھانا رسول کے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی دل جوئی کے لیے ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ ان مشرکین کو اُن کی ریشہ دوانیوں کی سزا ضرور دے گا، البتہ اس کے لیے وقت طے ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا باقی رکھے گا اور جسے چاہے گا مٹا دے گا۔ آپ ﷺ اُن تک حق کا پیغام پہنچاتے رہیں، اُن سے اُن کے جرائم کا حساب لینا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

آیات ۴۱ تا ۴۳

مخالفین حق کے لیے دھمکی

اَوْ لَمْ يَرَوْا	اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا
اَنَّا نَاتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا	بے شک ہم آ رہے ہیں زمین کی طرف (اس طرح کہ) ہم تنگ کر رہے ہیں اُسے اُس کے اطراف سے (کافروں کے لیے)
وَاللّٰهُ يَحْكُمُ	اور اللہ ہی حکم دیتا ہے

لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ	نہیں ہے کوئی ٹالنے والا اُس کے حکم کو
وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝۱۱	اور وہ جلد حساب لینے والا ہے۔
وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ	اور یقیناً فریب کیے اُن لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے
فَدَلَّاهُمُ الْبُكَرُ جَمِيعًا	پس اللہ کے قابو میں ہیں فریب سارے
يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ	وہ جانتا ہے جو کماتا ہے ہر شخص
وَسَيَعْلَمُ الْكُفْرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ۝۱۲	اور عن قریب جان لیں گے کافر کہ کس کے لیے ہے آخرت کا حسین گھر؟
وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا	اور کہتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
لَسْتَ مُرْسَلًا	نہیں ہیں (اے محمد) آپ سول
قُلْ كَفَى بِاللّٰهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ	فرمائیے کافی ہے اللہ بطور گواہ میرے اور تمہارے درمیان
وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ۝۱۳	اور وہ بھی جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔

پ

یہ آیات دشمنانِ حق کو خبردار کر رہی ہیں کہ اُن کے گرد زمین تنگ ہو رہی ہے۔ اسلام قبول کرنے والے بڑھتے جا رہے ہیں اور دشمنانِ اسلام کے اثرات گھٹتے جا رہے ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ ماضی میں بھی حق کے دشمنوں کا برا انجام ہوا۔ اُن کی سازشیں ناکام ہوئیں، وہ دنیا میں رسوا ہوئے اور آخرت میں بھی انجامِ بد سے دوچار ہوں گے۔ دشمنانِ حق حضرت محمد ﷺ کی رسالت کا انکار کر رہے ہیں۔ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ خود گواہ ہے اور اہل کتاب کے سلیم الفطرت لوگ بھی۔ آپ ﷺ کی رسالت کی صداقت، مشرکین مکہ کی گواہی کی محتاج نہیں ہے۔

سُورَةُ اِبْرٰهِيْمَ

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱۵ تا ۱۵ ایمان بالرسالت
- آیات ۲۳ تا ۲۳ ایمان بالآخرت
- آیات ۲۷ تا ۲۷ حق و باطل نظریات کا موازنہ
- آیات ۳۲ تا ۳۲ توحید باری تعالیٰ
- آیات ۴۱ تا ۴۱ حضرت ابراہیم کی مناجات
- آیات ۵۲ تا ۵۲ ایمان بالآخرت

آیت ۱

نزولِ قرآن کا مقصد

الزّٰف	الف۔ لام۔ را۔
کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْکَ	اے نبی! یہ کتاب ہم نے نازل کیا ہے اسے آپ کی طرف
لِنُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ	تاکہ آپ نکالیں لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف
بِاِذْنِ رَبِّہُمْ	اُن کے رب کے حکم سے
اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ①	بہت زبردست، خوب تعریف کیے ہوئے کے راستے

کی طرف۔

اس آیت میں نزولِ قرآن کا مقصد بیان کیا گیا۔ نبی اکرم ﷺ کو مخاطب کر کے کہا گیا کہ آپ ﷺ پر قرآن حکیم اس لیے نازل کیا گیا کہ آپ ﷺ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے، گمراہیوں کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لے آئیں۔ انہیں اُس اللہ کی راہ پر چلائیں جو زبردست ہے اور اُس کی حمد و ثناء کائنات میں جاری و ساری ہے۔ معارف القرآن میں مفتی محمد شفیع صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام بنی آدم اور نوعِ انسانی کو برائیوں کے اندھیروں سے نکالنے اور روشنی میں لانے کا واحد ذریعہ اور انسان و انسانیت کو دنیا و آخرت کی بربادی اور ہلاکت سے نجات دلانے کا واحد راستہ قرآن کریم ہے۔ جتنا لوگ اس کے قریب آئیں گے اسی انداز سے انہیں اس دنیا میں بھی امن و امان اور عافیت و اطمینان نصیب ہوگا اور آخرت میں بھی فلاح و کامیابی حاصل ہوگی اور جتنا اس سے دور ہوں گے اتنا ہی دونوں جہاں کی خرابیوں بربادیوں مصیبتوں اور پریشانیوں کے غار میں گریں گے۔"

یہ آیت مزید رہنمائی دے رہی ہے کہ ہدایت ملے گی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے لیکن اس کے لیے ذریعہ بنیں گے نبی اکرم ﷺ۔ لہذا قرآن حکیم کے صحیح فہم کے لیے ہم اُس تفسیر کے محتاج ہیں جو آپ ﷺ نے اپنے قول یا عمل سے بتائی ہے۔

آیات ۲ تا ۳

کافر کون ہیں؟

اللہ وہ ہے کہ اُسی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے	اللّٰهُ الَّذِیْ لَهُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ
اور ہلاکت ہے کافروں کے لیے سخت عذاب سے۔	وَوَيْْلٌ لِّلْكَافِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ ۝۱
وہ لوگ جو ترجیح دیتے ہیں دنیا کی زندگی کو آخرت پر	الَّذِیْنَ یَسْتَحِبُّوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا عَلٰی الْاٰخِرَةِ

اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے	وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ
اور تلاش کرتے ہیں اُس میں عیب	وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا
یہ لوگ دور کی گم راہی میں ہیں۔	اُولٰٓئِكَ فِي ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ۝

ان آیات میں فرمایا گیا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ وہ ہستی ہے کہ آسمانوں اور زمین کی ہر شے اُس کے اختیار میں ہے۔ البتہ جو لوگ اُس کی آیات کا کفر کر رہے ہیں، اُن کے لیے سخت عذاب ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں، دوسروں کو اللہ تعالیٰ کی راہ پر آنے سے روکتے ہیں اور قرآن و سنت کی تعلیمات پر اعتراض کرتے ہیں یا اُن میں اپنی خواہشات کے مطابق ٹیڑھ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ یہاں غور کا مقام ہے کہ اگر کسی کلمہ گو مسلمان میں بھی مذکورہ بالا تین برائیاں پائی جاتی ہیں تو وہ بھی عملی اعتبار سے کافر ہی ہے۔ معارف القرآن میں مفتی محمد شفیع صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:

"جو لوگ قرآن کے کلام الہی ہونے ہی کے منکر ہیں وہ تو اس وعید کی مراد ہیں ہی مگر جو اعتقاداً منکر نہیں مگر عملاً قرآن کو چھوڑے ہوئے ہیں نہ تلاوت سے کوئی واسطہ ہے نہ اس کے سمجھنے اور عمل کرنے کی طرف کوئی التفات ہے وہ بد نصیب بھی مسلمان ہونے کے باوجود اس وعید سے بالکل بری نہیں۔"

مفتی صاحب تفسیر قرطبی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"اگرچہ اس آیت میں صراحۃً یہ تین خصلتیں کفار کی بیان کی گئی ہیں اور اُنہی کا یہ انجام ذکر کیا گیا ہے کہ وہ گم راہی میں دور چلے گئے ہیں لیکن اصول کی رو سے جس مسلمان میں بھی یہ تین خصلتیں موجود ہوں وہ بھی اس وعید کا مستحق ہے۔"

آیت ۴

تبلیغ کے اولین مخاطب... ہم زبان لوگ

اور ہم نے کوئی بھی رسول	وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ
-------------------------	----------------------------------

مگر اُن کی قوم کی زبان کے ساتھ	اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ
تاکہ وہ واضح کریں اُن کے لیے (تعلیماتِ الہی)	لِيُبَيِّنَ لَهُمْ
پھر گم راہ کرتا ہے اللہ جسے چاہتا ہے	فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَاءُ
اور وہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے	وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ
اور وہی زبردست، کمالِ حکمت والا ہے۔	وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۰﴾

اس آیت میں ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر رسولؐ کو اپنی قوم کی زبان بولنے والا بنا کر بھیجا تاکہ وہ اُن تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا حق ادا کر دیں۔ اُن کی قوم اُسے اچھی طرح سمجھے اور اُسے یہ عذر پیش کرنے کا موقع نہ مل سکے کہ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی تعلیم تو ہماری سمجھ ہی میں نہ آتی تھی پھر ہم اُس پر ایمان کیسے لاتے؟ پھر باوجود اس کے کہ رسولؐ کی تبلیغ و تلقین ساری قوم سمجھتی ہے لیکن قوم کے ہر فرد کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔ کسی کلام کے عام فہم ہونے سے یہ لازم نہیں آجاتا کہ سب سننے والے اُسے مان بھی جائیں۔ ہدایت اور گم راہی کا اختیار بہر حال اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے ہدایت دیتا ہے جو ہدایت کا طلب گار ہوتا ہے۔ جو ہدایت کی بجائے گم راہی کی راہ کو اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے اُسی راہ پر بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔ اس آیت میں ہر داعی کے لیے رہ نمائی ہے کہ اُسے اپنی دعوت کا اولین مخاطب اپنے ہم زبان لوگوں کو بنانا چاہیے۔

آیات ۶ تا ۱۰

اللہ کا خوف اللہ کے دنوں کے حوالے سے

اور یقیناً ہم نے بھیجا موسیٰؑ کو اپنی آیات کے ساتھ	وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوسٰی بِآیٰتِنَا
کہ نکالے اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف	اَنْ اَخْرِجَ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

اور یاد دہانی کرائیے انہیں اللہ کے دنوں کی	وَذَكِّرْهُمْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ
بے شک اس میں یقیناً نشانیاں ہیں ہر اُس شخص کے لیے جو بڑا صبر کرنے والا، بڑا شکر گزار ہو۔	اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝۵
اور جب فرمایا موسیٰؑ نے اپنی قوم سے	وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ
یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہوئی	اَذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ
جب اُس نے نجات دی تمہیں فرعونوں سے	اِذْ اَنْجٰكُمْ مِّنْ اِلٰ فِرْعَوْنَ
وہ پہنچاتے تھے تمہیں سخت عذاب	یَسُوْمُوْكُمْ سُوْءَ الْعَذَابِ
اور وہ ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو	وَيَذْبَحُوْنَ اَبْنَاءَكُمْ
اور زندہ رکھتے تھے تمہاری عورتوں کو	وَيَسْتَحْیُوْنَ نِسَاءَكُمْ
اور اس میں آزمائش تھی تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑی۔	وَ فِیْ ذٰلِكُمْ بَلَاٌۢءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِیْمٌ ۝۶

۱۳

ان آیات میں بیان کیا گیا کہ حضرت موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا تا کہ وہ اپنی قوم کو گم راہی کے اندھیروں سے نکالیں اور اُسے اللہ کے دنوں کے حوالے سے یاد دہانی کرائیں۔ یہ ہے "التذکیر بایام اللہ" یعنی قوموں کو اللہ تعالیٰ کے اُن دنوں کی یاد دلانا جن میں اُس کا غضب سرکش قوموں پر نازل ہوا اور وہ صفحہ ہستی سے مٹا دی گئیں۔ ایسی تباہی کا ایک دن آل فرعون پر آیا جب انہیں دریا میں غرق کر دیا گیا اور بنی اسرائیل کو اُن کے ظلم سے نجات دلادی گئی۔ وہ ظالم بنی اسرائیل کے بچوں کو ذبح کرتے تھے اور بچیوں کو زندہ رکھتے تھے۔ ان آیات میں یہ حقیقت بھی واضح کی گئی کہ ماضی کے واقعات میں نشانیاں تو اپنی جگہ موجود ہیں مگر اُن سے نصیحت

صرف وہ لوگ حاصل کرتے ہیں جو اللہ کی آزمائشوں سے صبر اور پامردی کے ساتھ گزرنے والے اور اللہ کی نعمتوں کا ٹھیک ٹھیک احساس کر کے اُن کا دل کی گہرائیوں سے شکر ادا کرنے والے ہوں۔

آیات ۷ تا ۸

ناشکری سے نعمت چھن جاتی ہے

وَ اِذْ تَاَذَنَ رَبُّكُمْ	اور جب آگاہ کر دیا تمہارے رب نے
لَیِّنْ شُكْرُكُمْ لَا زَیْدًا لَّكُمْ	اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور اور بھی زیادہ دوں گا تمہیں
وَلَیِّنْ كُفْرُكُمْ	اور اگر تم ناشکری کرو گے
اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ۝	تو بلاشبہ میرا عذاب یقیناً بہت ہی سخت ہے۔
وَ قَالَ مُوْسٰی	اور فرمایا موسیٰ نے
اِنْ تَكْفُرُوْا اَنْتُمْ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا	اگر ناشکری کرو گے تم اور وہ لوگ جو زمین میں ہیں سب کے سب
فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَفِیْرٌ حَمِیْدٌ ۝	تو بے شک اللہ یقیناً بے نیاز، ہر تعریف کے لائق ہے۔

یہ آیات میں تمام انسانوں کو اس حقیقت سے آگاہ کر رہی ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کریں گے تو وہ انہیں مزید نعمتوں سے نوازے گا۔ اگر انہوں نے ناشکری کی تو نہ صرف موجودہ نعمتوں سے محروم ہوں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شدید عذاب سے بھی دوچار ہوں گے۔ یہ حقیقت بھی سامنے رہے کہ انسانوں کا شکر کرنا اُن کے اپنے بھلے کے لیے ہے۔ اگر سب کے سب

انسان اللہ تعالیٰ کی ناشکری کریں تب بھی اُس کی خدائی میں ذرہ برابر فرق واقع نہیں ہوگا۔ مسلم شریف میں یہ حدیثِ قدسی نقل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے پچھلے جن وانس سب کے سب اعلیٰ درجے کے متقی بن جائیں تو اس سے میری بادشاہی میں کچھ اضافہ نہیں ہو جاتا۔ اور اگر سب کے سب اگلے پچھلے جن وانس ایک بدترین شخص جیسے ہو جائیں تو اس سے میری بادشاہی میں ذرہ برابر بھی کمی واقع نہیں ہوتی۔"

آیات ۹ تا ۱۰

رسولوں کی اپنی قوموں کے ساتھ کشمکش

یہاں نہیں آئی تمہارے پاس خبر اُن لوگوں کی جو تم سے پہلے تھے	اَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبُوءُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ
یعنی قومِ نوحؑ اور عاد اور ثمود کی	قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ
اور اُن لوگوں کی جو اُن کے بعد تھے	وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ
نہیں جانتا انہیں کوئی مگر اللہ	لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ
لائے تھے اُن کے پاس اُن کے رسولؑ واضح دلائل	جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ
تو انہوں نے ڈال لیے اپنے ہاتھ اپنے مونہوں میں	فَرَدُّواْ اَيْدِيَهُمْ فِيْۤ اَفْوَاهِهِمْ
اور کہنے لگے بے شک ہم انکار کرتے ہیں اُس کا، تم بھیجے گئے ہو جس کے ساتھ	وَقَالُوْا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ
اور بلاشبہ ہم یقیناً ایسے شک میں ہیں اُس بات کے	وَ اِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهٖ مُّرِيْبٍ ۙ

بارے میں، تم دعوت دیتے ہو ہمیں جس کی طرف، جو بے چین کرنے والا ہے۔	
فرمایا اُن کے رسولوں نے	قَالَتْ رُسُلُهُمْ
کیا اللہ کے بارے میں شک ہے	اَفِی اللّٰهِ شَكٌّ
جو پیدا کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کا	فَاَطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ
وہ بلاتا ہے تمہیں	یَدْعُوْكُمْ
تاکہ وہ بخش دے تمہارے گناہ	لِیَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ
اور مہلت دے تمہیں ایک مقررہ وقت تک	و یُوْخِّرْکُمْ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی
قوموں نے کہا نہیں ہو تم مگر ایک انسان ہمارے جیسے	قَالُوْا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا
چاہتے ہو کہ روک دو ہمیں اُس سے جس کی عبادت کرتے تھے ہمارے پاپ دادا	تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَصَدُّوْنَا عَمَّا کَانَ یَعْبُدُ اَبَاؤُنَا
تو لے آؤ ہمارے پاس کوئی واضح دلیل۔	فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۝۱۰

ان آیات میں گزشتہ اقوام میں سے اُن کا ذکر ہے جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے واضح نشانیوں کے ساتھ رسول بھیجے۔ قوموں نے رسولوں کی طرف سے توحید کی دعوت اور اُن کی رسالت کے حوالے سے شکوک و شبہات کا اظہار کیا۔ رسولوں نے جواب دیا کیا اُس اللہ کے بارے میں شک ہو سکتا ہے جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے؟ وہ تمہیں پکارتا ہے تاکہ تم اُس کی طرف پلٹو اور پھر وہ تمہارے گناہ معاف کر دے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں، کوئی سائل ہی نہیں!

راہ دکھلائیں کسے، رہرو منزل ہی نہیں!

قوموں نے جواب دیا کہ تم ہماری طرح کے انسان ہو اور ہمیں ہمارے باپ دادا کے عقائد سے دور کرنا چاہتے ہو۔ ہمارے سامنے کوئی واضح دلیل یا معجزہ لاؤ تا کہ ہمیں تمہاری دعوت پر یقین حاصل ہو جائے۔

آیات ۱۱ تا ۱۲

رسولوں کا اعجازانہ جواب

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ	فرمایا اُن سے اُن کے رسولوں نے
اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ	نہیں ہیں ہم مگر انسان تمہارے جیسے
وَلَكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ	اور لیکن اللہ احسان فرماتا ہے جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے
وَمَا كَانَ لَنَا اَنْ نَّاتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ	اور نہیں ہے ہمارے لیے ممکن کہ ہم لے آئیں تمہارے پاس کوئی دلیل
اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ	مگر اللہ کے حکم سے
وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝۱۱	اور اللہ ہی پر پس چاہیے کہ بھروسہ کریں مومن۔
وَمَا لَنَا اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ	اور ہمیں کیا ہے کہ ہم بھروسہ نہ کریں اللہ پر
وَقَدْ هَدٰۤىنَا سُبُلَنَا	حالاں کہ اُس نے دکھادی ہیں ہمیں ہماری ہدایت کی راہیں
وَلَنَصْبِرَنَّ عَلَىٰ مَا اَذِیْتُبُونَا	اور ہم ضرور صبر کریں گے اُس پر جو تم اذیت دیتے ہو

ہمیں	
اور اللہ پر ہی پھر چاہیے کہ بھروسا کریں بھروسا کرنے والے۔	وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿١٣﴾

کافر قوموں کے اعتراضات کا تمام رسولؐ یہی جواب دیتے رہے کہ بلاشبہ ہم انسان ہیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر نظرِ کرم فرمائی اور ہمیں اپنی رسالت کے لیے پسند فرمالیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے یہ احسان فرمائے۔ ہمارے اپنے اختیار میں نہیں کہ ہم تمہیں کوئی معجزہ دکھادیں یا تمہارے پاس کوئی واضح دلیل لے آئیں۔ ہمیں جو کچھ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے، وہ ہم تم تک پہنچا دیتے ہیں۔ ہمیں تو وہ جامِ توحید و عرفان پلا کر حقیقی کامیابی کے راستے بتا چکا، لہذا کیسے ممکن ہے کہ ہم اُس پر توکل نہ کریں۔ تم ہمیں جو بھی تکالیف پہنچاؤ گے، ہم اللہ تعالیٰ کی مدد و توفیق کے سہارے اُس پر صبر کریں گے۔

آیات ۱۳ تا ۱۷

رسولوں کو جھٹلانے والوں کا عبرت ناک انجام

اور کہا اُن لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا اپنے رسولوں سے	وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلرُّسُلِ هُمْ
ہم ضرور نکال دیں گے تمہیں اپنی سر زمین سے	لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَا
یا تم ضرور پلٹ آؤ گے ہمارے دین میں	اَوْ لَنَعُودَنَّ فِيْ مِلَّتِنَا
تو وحی کی رسولوں کی طرف اُن کے رب نے	فَاَوْحٰى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ
ہم ضرور ہلاک کر دیں گے ظالموں کو۔	لَنُهْلِكَنَّ الظَّالِمِيْنَ ﴿١٤﴾
اور ہم ضرور آباد کریں گے تمہیں زمین میں اُن کے بعد	وَلَنُسَكِّنَنَّكُمْ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ

یہ (وعدہ) اُس کے لیے جو ڈرا میرے سامنے (جو ابد ہی کے لیے) کھڑا ہونے سے	ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ
اور جو ڈرا میری عذاب کی دھمکی سے۔	وَخَافَ وَعِیْدِ ۝۱۳
اور انہوں نے مانگا فیصلہ	وَاسْتَفْتَحُوا
اور ناکام ہو اہر سرکش، حق کا دشمن۔	وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدِ ۝۱۵
اس کے بعد جہنم ہے	مِّنْ وَّرَآیْہِ جَهَنَّمُ
اور پلایا جائے گا اُسے پیپ والے پانی سے۔	وَيُسْفٰی مِنْ مَّاءٍ صَدِیْدٍ ۝۱۶
وہ گھونٹ گھونٹ پیے گا اُسے	یَتَجَرَّعُهُ
اور قریب نہ ہوگا کہ حلق سے اتارے اُسے	وَلَا یَكَادُ یُسِیْغُهُ
اور آئے گی اُس کے پاس موت ہر طرف سے	وَاِیْتِیْہِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ
حالاں کہ وہ نہیں ہوگا مرنے والا	وَمَا هُوَ بِمِیَّتٍ
اور اُس کے بعد ہے ایک اور سخت عذاب۔	وَمِنْ وَّرَآیْہِ عَذَابٌ غَلِیْظٌ ۝۱۷

طویل عرصہ تک رسولؐ قوموں کو حق کی دعوت دیتے رہے اور سرکش قومیں اُن کی مخالفت کرتی رہیں۔ آخر کار قوموں نے رسولوںؐ کو اپنی بستیوں سے نکال باہر کرنے کی دھمکی دی۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ نے رسولوںؐ سے مدد بھیجنے کا وعدہ فرمایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُن سرکش قوموں کو دنیا میں عذابِ ہلاکت سے برباد کر دیا۔ اب روزِ قیامت اُنہیں ایسا عذاب دیا جائے گا کہ وہ مسلسل شدید

انیت میں تڑپتے رہیں گے۔ انہیں موت بھی نہیں آئے گی جو اذیتوں سے نجات دلا دے۔ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ۔ اے اللہ محفوظ فرما ہمیں آگ کے عذاب سے۔ آمین!

آیت ۱۸

اخلاص سے تہی اعمال کی مثال

مَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ	مثال اُن کی جنہوں نے کفر کیا اپنے رب کا
اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ	اُن کے اعمال اُس راکھ کی طرح ہیں اڑالے گئی جسے تیز ہوا سخت آندھی کے دن
لَا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلٰی شَيْءٍ	نہ آئے گا اُن کے ہاتھ اُن اعمال میں سے جو کمائے تھے کچھ بھی
ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۸﴾	یہ (کفر کے ساتھ اعمال کرنا) بہت دور کی گم راہی ہے۔

اس آیت میں فرمایا گیا کہ ایسے لوگ جو حالتِ کفر میں رہتے ہوئے نیکی کرتے ہیں یا دکھاوے کے لیے نیکی کرتے ہیں یا حرام مال سے صدقہ و خیرات کرتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کی جان بوجھ کر جزوی اطاعت کرتے ہیں، اُن کے اعمال کی مثال راکھ کے ڈھیر کی طرح ہے۔ روزِ قیامت تیز ہوا چلے گی اور اُس راکھ کے ڈھیر کو خواہ وہ کتنا ہی بڑا ہو بکھیر کر رکھ دے گی۔ بظاہر اُنہوں نے خدمتِ خلق کے بڑے بڑے کام کیے تھے، اچھے کاموں کے لیے عالی شان ادارے بنائے تھے، عبادات میں خوب سرگرمی دکھائی تھی لیکن ان تمام اعمال کے لیے اُن کی محنت یا انفاق رائیگاں جائے گا۔ اُن بد نصیبوں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی کا وہ طریقہ اختیار نہیں کیا جس کی دعوت اللہ کے رسولوں نے دی تھی۔ بلاشبہ اعمال کرنے کی ایسی روش گھالے کا سودا اور بہت دور کی گم راہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اعمال کے لیے انبیاء کی سکھائی ہوئی پاکیزہ روش اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۹ تا ۲۰

اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ڈرتے رہو

کما تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو با مقصد؟	اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ
اگر وہ چاہے تو لے جائے تمہیں	اِنْ يَّشَآءْ يُدْهِبْكُمْ
اور لے آئے کوئی نئی مخلوق۔	وَيَاۡتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝۱۹
اور نہیں ہے یہ اللہ کے لیے کچھ بھی مشکل۔	وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝۲۰

ان آیات میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر شے کو با مقصد بنایا ہے۔ اسی طرح انسانوں کا بھی ایک مقصد ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی بندگی یعنی دلی آمادگی کے ساتھ اُس کی اطاعت کرنا۔ جو قومیں یہ مقصد پورا نہیں کرتیں اللہ تعالیٰ انہیں مٹا دیتا ہے اور اُن کی جگہ دوسروں کو زمین میں خلافت و اختیار دے دیتا ہے۔ یہ عمل اُس کے لیے ذرا بھی مشکل نہیں۔ لہذا ہمیں ہر آن اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ڈرنا چاہیے اور اُس کی مکمل بندگی کی کوشش کرنی چاہیے۔

آیت ۲۱

دنیا دار قائدین کی پیروی برباد کر دے گی

اور وہ پیش ہوں گے اللہ کے سامنے سب کے سب	وَبَرَزُوا لِلّٰهِ جَمِيْعًا
تو کہیں گے کم زور لوگ اُن سے جو بڑے بنتے تھے (دنیا میں)	فَقَالَ الضُّعَفٰۗءُ لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا

اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا	بے شک ہم تھے تمہارے پیچھے چلنے والے
فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ	تو کیا تم ہو کام آنے والے ہمارے، اللہ کے عذاب سے بچانے کے لیے کچھ بھی
قَالُوا لَوْ هَدَانَا اللّٰهُ	وہ کہیں گے اگر ہدایت دیتا ہمیں اللہ
لَهَدَيْنٰكُمْ	یقیناً ہم ہدایت کرتے تمہیں
سَوَاءٌ عَلَيْنَا	برابر ہے ہم پر
اَجَزِعْنَا اَمْ صَبْرُنَا	خواہ ہم بے صبری کریں یا صبر کریں
مَا لَنَا مِنْ مَّجِيصٍ ۝۲۱	نہیں ہمارے لیے کوئی بچنے کی جگہ۔

۱۵
ع

اس آیت میں فرمایا گیا کہ روزِ قیامت دنیا دار اور گم راہ قائدین کی پیروی کرنے والے اُن کے سامنے التجا کریں گے کہ ہم نے دنیا میں تمہاری پیروی کی، کیا تم ہم سے عذاب کو دور کر سکتے ہو؟ وہ جواب دیں گے اگر ہم خود ہدایت پر ہوتے تو تمہیں بھی ہدایت کی راہ دکھاتے۔ آج ہم سب عذاب میں گرفتار ہیں۔ خاموش رہیں یا فریادیں کریں اس عذاب سے بچ نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین دار لوگوں کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۲ تا ۲۳

شیطان کی اپنے پیروکاروں کو ملامت

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ	اور کہے گا شیطان
لَبَّآ قُضِيَ الْاَمْرُ	جب فیصلہ کر دیا جائے گا تمام معاملات کا

بے شک اللہ نے وعدہ کیا تھا تم سے سچا وعدہ	اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعَدَ الْحَقِّ
اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا	وَوَعَدْتُكُمْ
تو میں نے خلاف ورزی کی تم سے	فَاَخْلَفْتُكُمْ
اور نہیں تھا میرا تم پر کوئی زور	وَمَا كَانَ لِيْ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ
سوائے اس کے کہ میں نے دعوت دی تمہیں	اِلَّا اَنْ دَعَوْتُكُمْ
تو تم نے مان لیا میری بات کو	فَاَسْتَجَبْتُمْ لِيْ
پس مت ملامت کرو مجھے	فَلَا تَلُومُوْنِيْ
اور ملامت کرو اپنے آپ کو	وَلُومُوْا اَنْفُسَكُمْ
نہیں ہوں میں فریاد رسی کرنے والا تمہاری	مَا اَنَا بِصُرِّحِكُمْ
اور نہ تم فریاد رسی کرنے والے ہو میری	وَمَا اَنْتُمْ بِصُرِّحٰی
بے شک میں انکار کرتا ہوں اُس کا جو تم شریک بناتے رہے مجھے اس سے پہلے	اِنِّیْ كَفَرْتُ بِمَا اَشْرَكْتُمْ مِّنْ قَبْلُ
بے شک جو ظالم لوگ ہیں انہی کے لیے دردناک عذاب ہے۔	اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۳۱
اور داخل کیے جائیں گے وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے عمل کیے اچھے	وَاَدْخَلَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

جَنَّتْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ	ایسے باغوں میں کہ بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
خُلْدِيْنَ فِيْهَا بِاٰذِنِ رَبِّهٖمُ	اور وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اُن میں اپنے رب کے حکم سے
تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلَامٌ ۝۲۱	اُن کی باہم دعا اُن باغوں میں سلام ہوگی۔

ان آیات میں اُس ملامت کا ذکر ہے جو شیطان روزِ قیامت اپنے پیروکاروں کو اُس وقت کرے گا جب اللہ تعالیٰ انہیں جہنم میں داخل کرنے کا فیصلہ سنا دے گا۔ شیطان اُن کی حسرت میں یہ کہہ کر اضافہ کرے گا کہ میں نے تم سے دنیا میں جھوٹے وعدے کیے تھے کہ گناہ کیے جاؤ اللہ بڑا رحیم ہے، بخش دے گا یا فلاں ہستیوں کی سفارش تمہیں عذاب سے بچالے گی۔ مجھے تم پر کوئی اختیار حاصل نہ تھا بلکہ تم نے دنیا کے مزے لینے کے لیے خود ہی میری پیروی کی تھی۔ آج مجھے نہیں اپنے آپ کو الزام دو۔ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا بلکہ تم نے اللہ تعالیٰ کے بجائے میری پیروی کر کے جو شرک کیا تھا میں اُس سے اعلانِ براءت کرتا ہوں۔

ایک طرف شیطان کی پیروی کرنے والے حسرت و ندامت سے شیطان کی ملامت سنیں گے اور دردناک عذاب کی اذیت برداشت کریں گے۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی کرنے والے اُس کی آراستہ کردہ جنت میں داخل ہوں گے اور ایک دوسرے کے لیے سلامتی کے کلمات کا ہدیہ پیش کریں گے۔

آیات ۲۴ تا ۲۷

اچھے اور برے نظریات کے لیے مثالیں

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلْبَةً طَيِّبَةً	کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کیسے بیان کی اللہ نے مثال پاکیزہ کلمہ کی
--	--

کَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ	ایک پاکیزہ درخت کی طرح
اَصْلُهَا ثَابِتٌ	اُس کی جڑ مضبوط ہے
وَفُرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ﴿٢٣﴾	اور اُس کی شاخیں آسمان میں ہیں۔
تُوْتِيْ اُكْلَهَا كُلَّ حَيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا	وہ لاتا ہے اپنا پھل ہر وقت اپنے رب کے حکم سے
وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ	اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے لیے
لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٤﴾	تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔
وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ	اور مثال ناپاک کلمہ کی
كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ	ایک ناپاک درخت کی طرح ہے جسے اکھاڑ لیا جائے
مَّا لَهَا مِنْ فَرَارٍ ﴿٢٥﴾	زمین کے اوپر سے
يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ	نہیں ہے اُس کے لیے کوئی ٹھہراؤ
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ	ثابت قدم رکھتا ہے اللہ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے
وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظَّالِمِيْنَ	پختہ بات (کلمہ طیبہ) کے ذریعہ
وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿٢٦﴾	دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بھی
	اور گم راہ کرتا ہے اللہ ظالموں کو
	اور کرتا ہے اللہ جو وہ چاہتا ہے۔

ع

ان آیات میں فرمایا کہ اچھے نظریہ کی مثال ایک ایسے شان دار درخت کی سی ہے جس کی جڑیں زمین میں خوب جمی ہوں اور

شاخیں آسمان کی بلندیوں کو چھوتی ہوئی محسوس ہوں۔ گم راہ کن نظریہ کی مثال اُس جھاڑ جھنکار کی سی ہے جو زمین پر اُگ آیا ہو اور ذرا سی کوشش سے اُسے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کو دنیا و آخرت میں عزت پاکیزہ نظریات کے ساتھ وابستگی کے ذریعہ ہی عطا کرے گا۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ الْآخَرِينَ (مسلم)

”بے شک اللہ عروج عطا فرمائے گا اس کتاب کے ذریعہ قوموں کو اور پست کر دے گا اس کتاب کو چھوڑنے کی وجہ سے دوسروں کو۔“

اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ پاکیزہ نظریہ قرآن حکیم ہے۔ اگر قرآن حکیم کو سمجھا جائے، اُس پر عمل کیا جائے، اُس کی دعوت کو پھیلا یا جائے اور اُس کی تعلیمات کے نفاذ کے لیے تن من دھن لگایا جائے تو اللہ تعالیٰ ایسا کرنے والے سعادت مندوں کو ضرور نہ صرف دنیا بلکہ آخرت میں بھی سرخرو فرمائے گا۔

آیات ۲۸ تا ۳۰

ناشکری کرنے والوں کا انجام

اے نبی! کیا آپ نے نہیں دیکھا اُن لوگوں کی طرف جنہوں نے بدل دیا اللہ کی نعمت کو ناشکری سے	أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا
اور لا اتارا اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں۔	وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۖ
یعنی جہنم میں، وہ داخل ہوں گے اُس میں	جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا
اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔	وَبِئْسَ الْقَرَارُ ۖ
اور اُنہوں نے بنا لیے اللہ کے لیے کچھ شریک	وَجَعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا

لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهِ	تاکہ وہ گم راہ کریں اُس کے راستے سے
قُلْ تَسْتَعُوْا	فرمائیے تم فائدہ اٹھا لو
فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْۙ اِلَى النَّارِ ۝۳۰	پھر بے شک تمہارا لوٹنا آگ کی طرف ہی ہے۔

یہ آیات توجہ دلا رہی ہیں ایسے لوگوں کی بد قسمتی دیکھو جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں بالخصوص نبی اکرم ﷺ جیسی شفیق ہستی اور قرآن حکیم جیسی عظیم نعمت کی ناقدری کی اور اپنی پوری قوم کو تباہی و بربادی کے مقام یعنی جہنم تک پہنچا دیا۔ اُن بد نصیبوں نے دوسری ہستیوں کو اللہ تعالیٰ کے برابر ٹھہرا دیا۔ خود بھی گم راہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گم راہ کیا۔ وہ دنیا میں چند روزہ عیش کر لیں اس کے بعد اُن کے لیے جہنم میں ہمیشہ ہمیش کا عذاب ہے۔

آیت ۳۱

روزِ قیامت کوئی لین دین یا رشتہ داری کام نہیں آئے گی

قُلْ لِّلْعٰبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	اے نبیؐ فرمائیے میرے اُن بندوں سے جو ایمان لائے
یُقِیْمُوْا الصَّلٰوۃَ	وہ قائم کریں نماز
وَيُفْقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلٰنِیَۃً	اور خرچ کریں اُس میں سے جو ہم نے رزق دیا ہے انہیں پوشیدہ اور ظاہر
مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّآتِیَ یَوْمٌ لَاۤ یَبِیْعُ فِیْهِ وَلَا یُخَلِّیۡ ۝۳۱	اس سے پہلے کہ آئے وہ دن کہ جس میں نہ لین دین ہوگا اور نہ دوستی کام آئے گی۔

اس آیت میں اہل ایمان کو تلقین کی گئی کہ وہ آخرت میں عذاب سے بچنے کے لیے اس دنیا میں تیاری کریں۔ اس کے لیے باقاعدہ نماز قائم کریں اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ رزق میں سے نیک مقاصد کے لیے علی الاعلان اور رازداری سے خرچ کریں۔ علی الاعلان

خرچ کریں تو اس نیت سے کہ دوسروں کو بھی اس کی ترغیب ہو۔ اگر رازداری سے خرچ کریں تو اس احتیاط کی وجہ سے کہ ریاکاری سے بچا جاسکے۔ اس حقیقت کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ آخرت کے دن کوئی لین دین اور کوئی رشتہ داری کام نہ آئے گی۔

آیات ۳۲ تا ۳۴

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار نہیں کیا جاسکتا

اللہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو	اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ
اور اتار آسمان سے پانی	وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً
پھر پیدا کیے اُس پانی سے پھل جو رزق ہیں تمہارے لیے	فَاَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ
اور اُس نے کام میں لگادیا تمہارے لیے کشتیوں کو	وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ
تاکہ وہ چلیں سمندر میں اُس کے حکم سے	لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ
اور کام میں لگادیا تمہارے لیے نہروں کو۔	وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَارَ ۝۳۲
اور کام میں لگادیا تمہارے لیے سورج کو اور چاند کو	وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
دونوں لگاتار گردش کرنے والے ہیں	دَآبِّبَيْنِ
اور کام میں لگادیا تمہارے لیے رات اور دن کو۔	وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۝۳۳
اور عطا فرمایا تمہیں ہر اُس چیز سے جس کا تم نے سوال کیا اُس سے	وَأَتَاكُمْ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ
اور اگر تم شمار کرنا چاہو اللہ کی نعمتوں کو	وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ

لَا تُحْصُوْهَا	تو شمار نہیں کر سکو گے انہیں
اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۷﴾	بے شک انسان یقیناً بڑا ظالم، بہت ناشکر ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی چند نعمتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اُس نے :

- i. انسانوں کے فائدہ کے لیے زمین و آسمان بنائے۔
- ii. آسمان سے بارش برسائی اور پانی جیسی نعمت عطا کی۔
- iii. پانی سے طرح طرح کے پھل اور میوے پیدا فرمائے۔
- iv. کشتیوں کے ذریعہ سے دریاؤں اور سمندروں میں سفر کو ممکن بنایا اور کئی فوائد سمیٹنے کے مواقع عطا کیے۔
- v. زمین میں نہریں انسان کی ضروریات پوری کرنے کے لیے جاری فرمادیں۔
- vi. سورج اور چاند کی خاص ضابطہ پر حرکت کو جاری رکھ کر انسانوں کے لیے مفید بنایا۔
- vii. رات اور دن کا نظام انسانوں کی سہولت کے لیے بنایا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہر وہ شے دی جس کی انسان کو ضرورت ہے خواہ وہ زبانِ حال سے مانگے یا اُس کے لیے دعا کرے۔ پھر یہ بھی اُس کی نعمت ہی ہے کہ وہ انسان کو آفات، بیماریوں اور معذوریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بے شمار ہیں۔ اگر ہم انہیں شمار کرنا چاہیں تو شمار نہ کر سکیں گے لیکن انسان انتہائی ناشکر ہے۔

آیات ۳۵ تا ۳۸

حضرت ابراہیمؑ کی پاکیزہ تمنائیں

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ	اور یاد کرو جب عرض کی ابراہیمؑ نے
رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا	اے میرے رب! بنا دے اس شہر کو امن والا

اور دور رکھ مجھے اور میرے بیٹوں کو کہ ہم عبادت کریں بتوں کی۔	وَاجْبُنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝۳۵
اے میرے رب! بے شک انہوں نے گم راہ کر دیا ہے بہت سے لوگوں کو	رَبِّ اِنَّهُمْ اضَلُّنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ
پھر جس نے پیروی کی میری	فَمَنْ تَبِعَنِیْ
تو بے شک وہ مجھ سے ہے	فَاِنَّهٗ مِیْیٰ
اور جس نے نافرمانی کی میری	وَمَنْ عَصَانِیْ
تو بے شک تو بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔	فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۶
اے ہمارے رب! میں نے بسایا اپنی کچھ اولاد کو ایسی وادی میں جو بنجر تھی	رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِیْ بُوَادٍ غَیْرِ ذٰی زَرْعٍ
تیرے محترم گھر کے پاس	عِنْدَ بَیْتِكَ الْمَحْرَمِ
اے ہمارے رب! تاکہ وہ قائم کریں نماز	رَبَّنَا لِیَقْبِلُوْا الصَّلٰوةَ
تو کر دے لوگوں کے دلوں کو کہ وہ مائل ہوں اُن کی طرف	فَاَجْعَلْ اَفِیْدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْ اِلَیْهِمْ
اور رزق دے انہیں پھلوں میں سے	وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ
تاکہ وہ شکر کریں۔	لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ ۝۳۷
اے ہمارے رب! بے شک تو جانتا ہے جو کچھ ہم	رَبَّنَا اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ وَمَا نَعْلِنُ

چھپاتے اور جو ہم ظاہر کرتے ہیں	
اور نہیں پوشیدہ رہتی اللہ سے کوئی چیز زمین میں اور نہ آسمان میں۔	وَمَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ﴿٣٨﴾

یہ آیات حضرت ابراہیمؑ کی پاکیزہ تمناؤں کا ذکر کر رہی ہیں۔ انہوں نے اپنی عمر کے آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتے ہوئے عرض کی کہ اے میرے رب: !

i. شہر مکہ کو امن کا گہوارہ بنادے۔

ii. مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پوجا سے محفوظ فرما۔ اس شرک نے انسانوں کی بڑی تعداد کو گم راہ کیا ہے۔

iii. میرا تعلق اپنی اولاد میں صرف اُسی سے ہے جو میری تعلیمات کی پیروی کرے۔ جو میری نافرمانی کرے اُس سے میرا کوئی تعلق نہیں بقول اقبال۔

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو

پھر پسر قابل میراث پدر کیوں کر ہو؟

iv. تو غفور و رحیم ہے لہذا اگر نافرمانوں پر بھی نظر کرم فرمادے تو تیری خدائی میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔

v. میں نے اپنے ایک بیٹے اور اُس کی اولاد کو مسجد حرام کے پاس آباد کیا تاکہ وہ تیرے اس محترم گھر کو آباد کریں۔ تو لوگوں کے دلوں میں اس گھر کی محبت پیدا فرمادے تاکہ وہ بار بار اس گھر کی زیارت کے لیے حاضر ہوں۔

vi. تیرے محترم گھر کے گرد زمین بنجر ہے۔ تو اس گھر کے قریب رہنے والوں کو اپنی قدرت سے پھل اور میوے بطور رزق عطا فرماتا کہ وہ تیرا شکر ادا کر سکیں۔

vii. میرے دل میں جو نیک تمنائیں ہیں انہیں پورا فرما کیونکہ تو کائنات کی ہر مخفی شے اور دلوں میں پوشیدہ ہر راز اور تمنا سے واقف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی پاکیزہ تمناؤں کو پورا فرمادیا۔ شہر مکہ کے گرد حدودِ حرم مقرر فرما کر اس شہر کو امن کا گہوارہ بنا دیا۔ اُن کے بعد اُن کی اولاد ہی میں انبیاء آتے رہے اور ہر دور میں لوگوں کو شرک کی خباثت سے بچاتے رہے۔ زمین کے ہر حصہ میں لوگوں کے دل بیت اللہ کی محبت سے اس طرح سرشار کر دیے کہ وہ بیت اللہ کی زیارت کے لیے تڑپتے ہیں اور مالی و جانی قربانیاں دے کر بار بار وہاں حاضر ہوتے ہیں۔ حجاز کی بنجر زمین میں خوراک اور پھلوں کی نہ ختم ہونے والی کثرت ہر وقت فراہم نظر آتی ہے۔

آیات ۳۹ تا ۴۱

حضرت ابراہیمؑ کی ایمان افروز دعائیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلٰى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ	کل شکر اللہ کے لیے ہے جس نے عطا کیے مجھے بڑھاپے میں اسماعیلؑ اور اسحاقؑ
اِنَّ رَبِّيْ لَسَبِيْعُ الدُّعَاۃِ ۝۳۹	بے شک میرا رب یقیناً خوب سننے والا ہے دعا کا۔
رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ	اے میرے رب! بنا دے مجھے قائم رکھنے والا نماز کا
وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ	اور میری اولاد میں سے بھی
رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاۃِ ۝۴۰	اے ہمارے رب! اور قبول فرما میری دعا۔
رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ	اے ہمارے رب! بخشش فرما میری
وَلِوَالِدَيَّ	اور میرے ماں باپ کی
وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝۴۱	اور سب مومنوں کی جس دن قائم ہوگا حساب۔

ان آیات میں حضرت ابراہیمؑ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اُس سے ایمان افروز دعائیں کر رہے ہیں۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ کل شکر اللہ تعالیٰ کا ہے جس نے مجھے عالم پیری میں حضرت اسمعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ جیسے سعادت مند بیٹے عطا فرمائے۔ اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا اور میری یہ دعا ضرور قبول فرما۔ بخشش فرما دے میری، میرے ماں باپ کی اور تمام اہل ایمان کی اور ہم پر اُس وقت ضرور رحم فرما جب روز قیامت انسانوں سے حساب کتاب لیا جا رہا ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ دعائیں مانگنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری ان دعاؤں کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۲ تا ۴۵

روز قیامت نافرمانوں کا کیا حال ہوگا

اور تم ہر گز گمان نہ کرنا اللہ کو بے خبر اُس سے جو کر رہے ہیں ظالم لوگ	وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ
بے شک وہ تو بس مہلت دے رہا ہے انہیں	إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ
اُس دن کے لیے کہ پتھر جائیں گی جس میں آنکھیں۔	لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ ﴿٤٢﴾
دوڑنے والے ہوں گے، اوپر اٹھانے والے اپنے سروں کو	مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ
نہیں جھپکتی ہوں گی اُن کی پلکیں	لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ
اور اُن کے دل اڑے ہوئے ہوں گے۔	وَافْتَدَتْهُمْ هَوَاءٌ ﴿٤٣﴾
اور اے نبی! خبردار کیجیے لوگوں کو	وَأَنْذِرِ النَّاسَ
اُس دن سے جب آئے گا اُن پر عذاب	يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ

فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا	تو کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا
رَبَّنَا اٰخِرْنَا اِلٰی اَجَلٍ قَرِيْبٍ	اے ہمارے رب! مہلت دے ہمیں قریبی مدت تک
نُجِبْ دَعْوَتَكَ	ہم قبول کر لیں گے تیری دعوت
وَنَتَّبِعِ الرَّسُوْلَ	اور پیروی کریں گے رسولوں کی
اَوْ لَمْ تَكُوْنُوْا اَقْسَبْتُمْ مِّنْ قَبْلُ	(کہا جائے گا) اور کیا تم نہیں کھاتے تھے قسمیں اس سے پہلے
مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۝۴۳	نہیں ہے تمہارے لیے کوئی زوال؟
وَسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِيْنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ	اور تم آباد رہے اُن لوگوں کے گھروں میں جنہوں نے ظلم کیا اپنی جانوں پر
وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ	اور واضح ہو گیا تھا تمہارے لیے کہ کیسا ہم نے کیا سلوک اُن کے ساتھ
وَضَرَبْنَا لَكُمْ الْاَمْثَالَ ۝۴۴	اور ہم نے بیان کر دیں تھیں تمہارے لیے مثالیں۔

یہ آیات خبردار کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کے جرائم سے غافل نہیں ہے۔ عنقریب قیامت آنے والی ہے۔ روزِ قیامت اُن کا یہ حال ہو گا کہ خوف کے مارے اُن کی آنکھیں پتھر اجائیں گی۔ وہ سر اٹھائے میدانِ حشر کی طرف دوڑ رہے ہوں گے۔ اُن کے دل دہشت سے لرز رہے ہوں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے التجا کریں گے کہ اُنہیں ایک موقع اور دیا جائے تاکہ وہ اُس کی پکار پر لبیک کہیں اور رسولوں کی پیروی کریں۔ اللہ تعالیٰ جواب میں ارشاد فرمائے گا کہ یہ تم لوگ تھے جو دعویٰ کرتے تھے ہم فنا ہونے والے نہیں۔ حالاں کہ تم اُن لوگوں کی بستیوں میں رہتے تھے جو تم سے پہلے تباہ ہوئے تھے۔ تمہیں معلوم تھا کہ اُن کے ساتھ کیا ہوا؟ لیکن پھر بھی تم نے اُن کے انجام سے عبرت حاصل نہ کی۔

آیات ۴۶ تا ۴۷

اللہ کے رسولؐ استقامت کا پہاڑ تھے

وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ	اور یقیناً انہوں نے چلیں اپنی چالیں
وَعِنْدَ اللَّهِ مَكْرُهُمْ	اور اللہ کے پاس تھا توڑ اُن کی چالوں کا
وَإِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لَيَتَزَوَّلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾	اور نہیں تھی اُن کی چالیں کہ ٹل جائیں اُن سے پہاڑ۔
فَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ مُخْلِفَ وَعْدِهِ رُسُلَهُ	پس اے نبی! ہر گز نہ خیال کیجیے گا کہ اللہ خلاف کرنے والا ہے اپنے وعدے کے اپنے رسولوںؐ سے
إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾	بے شک اللہ زبردست ہے، انتقام لینے والا۔

ان آیات میں ارشاد ہوا کہ ہر دور میں مجرموں نے رسولوںؐ کے خلاف بڑی بڑی سازشیں کیں تاکہ اُن کو حق کے راستے سے ہٹا سکیں۔ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ حق کی راہ پر اس طرح ڈٹے رہے جیسے استقامت کے پہاڑ ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُن سے اپنی مدد کا وعدہ پورا فرمایا۔ مجرموں سے زبردست انتقام لیا، اُن کی تمام چالوں کو ناکام کیا، دنیا میں اُنہیں رسوا کر کے ہلاک کیا اور آخرت میں بھی اُنہیں شدید عذاب سے دوچار کرے گا۔

آیات ۴۸ تا ۵۱

روزِ قیامت آسمان اور زمین بدل دیے جائیں گے

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ	جس دن بدل دی جائے گی زمین دوسری زمین سے
وَالسَّمَوَاتُ	اور آسمان بھی

اور سب لوگ پیش ہوں گے اللہ کے سامنے جو اکیلا ہے، سب پر غالب ہے۔	وَبَرَزُوا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۳۸﴾
اور تم دیکھو گے مجرموں کو اُس روز	وَتَرَى الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ
وہ باہم جکڑے ہوئے ہیں زنجیروں میں۔	مُقَرَّرِينَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۳۹﴾
اور اُن کے کرتے ہوں گے گندھک کے	سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ
اور ڈھانپ رہی ہوگی اُن کے چہروں کو آگ۔	وَتَغْشَىٰ وُجُوْهُهُمْ النَّارُ ﴿۴۰﴾
تاکہ بدلہ دے اللہ ہر شخص کو اُس عمل کا جو اُس نے کمایا	لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ
بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔	اِنَّ اللّٰهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ روزِ قیامت آسمان اور زمین کو بدل کر نئی صورت میں ڈھال دیا جائے گا۔ زمین کو کوٹ کوٹ کر بالکل ہم وار کر دیا جائے گا۔ اُس میں کوئی نشیب و فراز نہ ہوگا اور نہ ہی کوئی موڑ اور خم۔ آسمان ایسے ہو جائے گا جیسے تیل کی تلچھٹ۔ پھر بدلی ہوئی زمین پر سب لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اُس کے اعمال کے اعتبار سے بدلہ دینے کا فیصلہ فرمائے گا۔ مجرموں کو باہم زنجیروں میں جکڑ دیا جائے گا اور گندھک کا لباس پہنایا جائے گا جس سے اُن کے لیے جہنم کی آگ کی شدت میں اور اضافہ ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جہنم سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت ۵۲

مقاصدِ نزولِ قرآن

یہ قرآن پیغام ہے لوگوں کے لیے	هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ
-------------------------------	-------------------------

اور تاکہ انہیں خبردار کیا جائے اس کے ذریعہ	وَلْيُنْذَرُوْا بِهِ
اور تاکہ وہ جان لیں کہ بے شک صرف وہی اللہ ایک معبود ہے	وَلْيَعْلَمُوْا اَنْمَآ هُوَ الْهٖ وَوَاحِدٌ
اور تاکہ نصیحت حاصل کریں عقل والے۔	وَلْيَذْكُرُوْا الْاَلْبَابَ ﴿٥٦﴾

ع
۱۹

اس آیت میں قرآن حکیم کے نزول کے مندرجہ ذیل مقاصد بیان کیے گئے :

- i. لوگوں کو آخرت میں دوبارہ جی اٹھنے اور جواب دہی کے عمل سے خبردار کر دیا جائے۔
- ii. لوگوں کو بتا دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔
- iii. غور و فکر کرنے والے قرآن کے ذریعہ انسان اور کائنات کے حوالے سے حقائق کی یاد دہانی حاصل کرتے رہیں۔
